ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
14
www.tanzeem.org
26 جمادی الثانی تا 3 رجب المرجب 1437ھ/ 5 تا 11 اپریل 2016ء

انسانی مشقّت

آخر انسانی مشقت اور جدّوجُہد کی نوعیت کیا ہے؟ ایک شخص اس لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ اسے زندہ رہنے کے لیے ایک لقمہ اور پہننے کے لیے کپڑے کا ایک ٹکڑا میسر ہو۔ دوسرا شخص اس لیے جدّوجُہد کرتا ہے کہ ایک ہزار کے دو ہزار اور دس ہزار بنائے! ایک اور شخص اقتدار و فرماں روائی یا جاہ و منصب کے لیے جدّوجُہد کرتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جو اپنی خواہشات نفس کی تسکین کے لیے مشقتیں جھیلتا ہے۔ ایک اور شخص ہے جس کی ساری جدّوجُہد راہ خدا میں ہوتی ہے، جو اپنے عقیدے اور اپنی دعوت کے لیے زحمت و مشقت برداشت کرتا ہے۔ ایک شخص دوزخ کی طرف چلتے ہوئے مشقتیں جھیلتا ہے۔ دوسرا جنت کی راہ میں سعی و جُہد کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنا بوجھ اٹھاتا اور محنت و مشقت کے ساتھ اپنا راستہ طے کرتا ہوا اپنے رب سے جا ملتا ہے۔ وہاں بدبختوں اور نافرمانوں کے لیے شدید ترین مصائب ہیں اور نیک بختوں اور فرماں برداروں کے لیے عظیم ترین راحت!

زحمت و مشقت دنیوی زندگی کی طبیعت و فطرت ہے۔ البتہ اس کی شکلیں اور اس کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن انجام کار ہے زحمت و مشقت ہی۔ سب سے زیادہ خسارے میں وہ شخص ہے جو حیات دنیا میں زحمتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے اور اس کے نتیجے میں آخرت میں ان سے زیادہ تلخ اور شدید مصائب و شدائد سے دوچار ہوتا ہے' اور کامیاب ترین انسان وہ ہے جو اپنے رب کی راہ میں جدّوجُہد کرتا ہے تاکہ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ زندگی کی مشقتوں سے محفوظ ہو جائے اور اللہ کے سائے میں عظیم ترین راحت سے ہم کنار ہو۔

آخرت کی اس جزا کے علاوہ مختلف قسم کی کوششوں اور مشقتوں پر دنیا میں بھی کچھ جزا مترتب ہوتی ہے۔ جو شخص کسی عظیم مقصد کے لیے جدّوجُہد کرتا ہے اس کی طرح وہ شخص نہیں ہوسکتا جو کسی پست اور حقیر مقصد کے لیے تگ و دو کرتا ہے۔ دل کی طمانیت اور جان و مال کی قربانی پر راحت و سکون محسوس کرنے میں دونوں شخص برابر نہیں ہوسکتے۔ جو شخص زمین کے بندھنوں سے آزاد ہو کر جدّوجُہد کرتا ہے یا اس لیے جدّوجُہد کرتا ہے کہ زمینی بندھنوں سے آزاد ہو' اس کی طرح وہ شخص کبھی نہیں ہوسکتا جو حشرات الارض اور کیڑے مکوڑوں کی طرح زمین سے چمٹتا اور زمین کی دلدل میں دھنسنے کے لیے جدّوجُہد کرتا ہے۔ جو شخص دعوت کی راہ میں جان دیتا ہے اس کی مانند وہ شخص نہیں ہوسکتا جو اپنی نفسانی خواہشات کے لیے جان دیتا ہے۔ دونوں اپنی جدّوجُہد کے شعور اور ان مشقتوں کے سلسلے میں جو وہ برداشت کرتے ہیں، یکساں نہیں ہوسکتے۔

فی ظلال القرآن
سید قطب شہید

اس شمارے میں

لکھوں تو دہنِ قلم سے خون ٹپکتا ہے

ہمارا حقیقی مستقبل دنیا نہیں، آخرت ہے!

استقلال پاکستان

خاندان کے ادارے کو تباہ کرنے کی سازش

پرویز مشرف کی بیرون ملک روانگی، ڈونلڈ ٹرمپ بحیثیت صدارتی اُمیدوار اور حقوق نسواں بل

قرآن وسنت کی غیر مشروط آئینی برتری قائم کرو!

انسانیت بستر مرگ پر ہے

تیری بربادیوں کے مشورے......

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سُورۃُ الکَھف

تمہیدی کلمات

سُورۃُ الکَھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:1

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿۱﴾

سورۃ الکہف اور سورۂ بنی اسرائیل کا آپس میں جوڑے کا تعلق ہے۔ دونوں سورتوں کے بارہ بارہ رکوع ہیں اور آیات کی تعداد بھی تقریباً برابر ہے۔ دونوں کے عین وسط میں حضرت آدمؑ اور ابلیس کا واقعہ بیان ہوا ہے اور اس ضمن میں اس حد تک مشابہت ہے کہ نہ صرف دونوں سورتوں کے ساتویں رکوع کا آغاز اس واقعہ سے ہوتا ہے بلکہ دونوں جگہوں پر واقعہ کی ابتدا بھی ایک ہی آیت سے ہو رہی ہے۔ ان کی جوڑے کی نسبت سے اہم نکات کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کے آغاز میں بھی ہو چکا ہے' جبکہ میری کتاب ''قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ'' میں اس مضمون کو مزید جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیت میں ایک خاص ربط و تعلق ہے' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں سورتیں ایک ساتھ قرآن میں وارد ہوئی ہیں اور ریل کے ڈبوں کی طرح باہم interlocked ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت کا آغاز ﴿وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ......﴾ کے الفاظ سے ہو رہا ہے' یعنی اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا حکم دیا جا رہا ہے' جبکہ سورۃ الکہف کا آغاز ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ......﴾ کے الفاظ سے ہو رہا ہے۔ گویا یہاں اس حکم کی تعمیل ہو رہی ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نزول

روح المعانی میں دیلمی سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ کہف پوری کی پوری ایک وقت میں نازل ہوئی، اور ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ آئے جس سے اس کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (معارف مفتی اعظم محمد شفیع رحمہ اللہ)

آیت:1 ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ﴾ ''کُل حمد و ثنا اور کُل شکر اللہ ہی کے لیے ہے جس نے نازل کی اپنے بندے پر کتاب''

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق اور نسبت ہے اسے یہاں لفظ ''عبد'' سے نمایاں فرمایا گیا ہے۔

﴿وَلَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ﴿۱﴾﴾ ''اور اس میں اُس نے کوئی کجی نہیں رکھی۔''

فرمان نبوی

سورہ کہف کی فضیلت

عَنۡ اَبِی الدَّرۡدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنۡ حَفِظَ عَشۡرَ اٰیَاتٍ مِنۡ اَوَّلِ سُوۡرَۃِ الۡکَھۡف عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔''

تشریح : دجال آخر زمانے میں پیدا ہو گا جو خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ لوگوں کو اپنے مکر و فریب سے گمراہ کرے گا۔ اس لیے حضرت محمد ﷺ نے نہ صرف خود دجال سے پناہ مانگی بلکہ اپنی امت کو بھی اس سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ اگر خدانخواستہ کہیں کسی بدنصیب کا دجال سے پالا پڑ گیا تو اس کی دنیا و آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی۔ حضور ﷺ نے ایک دعا میں عذاب قبر، فتنہ دجال، فتنہ زندگی، فتنہ موت، گناہ اور قرض سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَمِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَمِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ وَمِنۡ شَرِّ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ)) (رواہ المسلم)

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بِنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 جمادی الثانی تا 3 رجب المرجب 1437ھ جلد 25
5 تا 11 اپریل 2016ء شمارہ 14

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لکھوں تو دہنِ قلم سے خون ٹپکتا ہے

پاکستان میں ایک بار پھر سول حکومت اور فوجی قیادت میں شدید تناؤ اور کشمکش کی کیفیت محسوس کی جارہی ہے، لیکن ماضی کی نسبت اس فرق کے ساتھ کہ اس مرتبہ اختلافات مکمل طور پر اندرونی حالات اور داخلی پالیسی کی وجہ سے نہیں بلکہ خارجہ پالیسی پر ہیں۔ خارجہ پالیسی پر اختلافات امریکہ جیسی سپر پاور جہاں جمہوریت کو معبود کی حیثیت حاصل ہے، وہاں بھی وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون کے درمیان پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن وہاں اختلاف ہدف پر نہیں حصولِ ہدف کے ذریعہ پر ہوتا ہے۔ دونوں ادارے اپنے ذرائع استعمال کرتے ہوئے ہدف کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جو سبقت لے جاتا ہے دوسرا اُس کی ٹانگ نہیں کھینچتا۔ گویا یہ ادارہ آم کھانے سے غرض رکھتا ہے پیڑ گننے سے نہیں۔ مثلاً گزشتہ صدی کے اواخر میں جب امریکہ نے افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے اور اس خطہ میں جنگوں کا ایک سلسلہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا تو وائٹ ہاؤس کی خواہش تھی کہ افغانستان کے حوالہ سے سب کام نواز حکومت سے لیا جائے جبکہ پینٹاگون اسے رسک قرار دیتے ہوئے فوج کو برسر اقتدار لانا چاہتا تھا تاکہ اُس کے ایجنڈے کی تکمیل میں کوئی مزاحمت نہ ہو۔ اس لیے کہ اگر پاکستان کی سیاسی اور فوجی قیادت میں کوئی اختلاف پیدا ہو گیا تو خطہ میں امریکی مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے، لہٰذا پینٹاگون نے آگے بڑھ کر مشرف کو پاکستان میں فوجی بغاوت پر آمادہ کیا۔ وائٹ ہاؤس نے شروع شروع میں کچھ ناراضگی کا اظہار کیا، لیکن جلد ہی آگے بڑھ کر مشرف کو گلے لگا لیا اور توجہ ہدف پر مرکوز کر لی۔

پاکستان اس وقت اس مسئلہ سے دوچار ہے کہ سیاسی اور عسکری قیادت کے اہداف ہی سرے سے مختلف ہیں۔ نواز شریف ہندو کی ذہنیت اور ماضی میں اُس کے طرزِ عمل کو مکمل طور پر فراموش کر کے بھارت کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانا چاہتے ہیں اور فوجی قیادت بھارت کو پاکستان کے وجود کا دشمن قرار دے کر بھارت سے دوستی کو غداری کے مترادف سمجھتی ہے۔ چنانچہ دیکھنے میں یہ آ رہا ہے کہ لاہور اور اسلام آباد سے آم اور بنارسی ساڑھیاں تحفہ کے طور پر دہلی پہنچ رہی ہیں حالانکہ مودی کا نہ گھر بار ہے، نہ بیوی بچہ، اور بارڈر پر یوم آزادی پر رینجرز بی ایس ایف (B.S.F) کی مٹھائی واپس کر رہے ہیں۔ یعنی سیاسی حکومت نے جس طرف منہ کیا ہوا ہے، فوجی قیادت نے اُس طرف پیٹھ کی ہوئی ہے۔ حال ہی میں بلوچستان سے بھارتی جاسوس کل بھوشن یادیو جو بھارتی فوج کا سرونگ آفیسر ہے، کی گرفتاری نے عجیب صورت حال اور اختلافات میں ایک نئی جہت پیدا کر دی ہے۔ عجیب صورت حال یہ ہے کہ اس بھارتی آفیسر کی گرفتاری پر فوج نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے، وہ اسے اپنی خفیہ ایجنسی کا کمال قرار دے رہے ہیں۔ فوج کی آواز میں آواز ملانے والا میڈیا کہتا ہے انہونی ہو گئی ہے، سانپ کا سر ہمارے پاؤں تلے آ گیا ہے، اس کا سر کچل دینا چاہیے۔ سفارتی سطح پر طوفان برپا کر دینا چاہیے۔ دنیا پر بھارتی عزائم بے نقاب کیے جائیں۔ جبکہ سیاسی حکومت کا رویہ ٹھنڈا ہے۔ اسی دوران وزیراعظم نے خطاب کیا جس میں نہ تو اس بھارتی جاسوس کا کوئی ذکر کیا بلکہ بلوچستان، کراچی اور ملک کے دوسرے حصوں میں "را" کے نیٹ ورک کا بھی سرے سے کوئی ذکر نہیں۔ فوج کہتی ہے کہ پاکستان کی سلامتی بھارت کے ہاتھوں خطرے میں ہے جبکہ سیاسی حکومت کا طرزِ عمل یہ ہے کہ یہ خواہ مخواہ کا واویلا ہے۔ صورت حال

کی نئی جہت یہ ہے کہ فوج اس سارے معاملے میں ایران کو بھی ملوث کر رہی ہے۔ کل بھوشن یادیو ایران سے بلوچستان میں داخل ہوتا پکڑا گیا ہے، اُس کا ایران میں زیورات کا کاروبار ہے، اُس کے پاسپورٹ پر ایران کا ویزہ لگا ہوا ہے۔ اُس نے اعتراف کیا ہے کہ وہ پاکستان میں جاسوسی کرنے کے لیے ایران کی سرزمین استعمال کرتا رہا ہے اور ایران میں اُس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کا ٹارگٹ پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کی واردات کا ارتکاب ہے۔ سیاسی حکومت نے بادل نخواستہ ہی سہی اس معاملے میں فوج کا ساتھ دیتے ہوئے ایرانی سفارت خانے کو ایک خط لکھا ہے اور ایران میں ''را'' کے نیٹ ورک کے حوالہ سے ایرانی حکومت سے چند مطالبات کیے ہیں۔ لیکن بھارت کے معاملے میں تادمِ تحریر سیاسی، سفارتی یا تجارتی سطح پر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ان خبروں پر بھی کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا گیا کہ شریف فیملی کی رمضان شوگر ملز سے ''را'' کے ایجنٹ گرفتار ہوئے ہیں۔

پاک بھارت تعلقات کے حوالہ سے ہماری رائے یہ ہے کہ اگرچہ ہم نفرت کا رشتہ قائم کرنے، دشمنی کی آگ بھڑکانے اور جنگ کی طرف بڑھنے کے قطعی طور پر قائل نہیں۔ لیکن ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ بھارت کی پاکستان سے دشمنی کسی ایشو پر نہیں ہے کہ اسے حل کر کے دشمنی ختم کر لی جائے بلکہ پاکستان کا وجود ہی دشمنی کا اصل سبب ہے۔ یہ قیمت کون چکائے اور کیسے چکائے؟ اس کا صرف اور صرف ایک حل ہے کہ پاکستان کو مستحکم، مضبوط اور توانا کیا جائے تو بھارت کی دشمنی میں خود بخود کمی آ جائے گی۔ اور ضرورت بھی یہی ہے کہ اس دشمنی کو کم کیا جائے۔ اگر گزشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے، اس فلسفہ کو پرکھا جائے کہ ہندوستان کا مطلب ہندو کی سرزمین ہے اور غیر ہندو غاصب ہے، اس سوچ کا مطالعہ کیا جائے کہ ہند میں رہنے کا مطلب ہندو مذہب اور تہذیب میں مدغم ہونا ہوگا، تب بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچا جا سکے گا کہ پاک بھارت دوستی ممکن نہیں، کیونکہ یہ سرزمین جس کا نام پاکستان ہے، کبھی ہندوستان کا حصہ تھی۔ لہٰذا شریف فیملی اگر پاک بھارت دوستی کے فریب میں مبتلا ہوگی تو بُری طرح ڈسی جائے گی۔ بچھو آخر اپنی فطرت کیسے بدلے؟ فوج کو بھی چاہیے کہ اگر وہ اعلانیہ طور پر جمہوریت کی حمایت کرتی ہے تو عملی طور پر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ اس طرزِ حکومت میں حکومت کرنے کا حق منتخب نمائندوں کو ہوتا ہے اور اس تاثر کو دور کرے کہ فوج بھارت دشمنی کی آڑ میں اپنی قوت میں اضافہ کرتی ہے اور پھر اس قوت کو اندرونی اور داخلی معاملات پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کرتی ہے۔

پاکستان میں بعض سیاسی مبصرین ایران کے موجودہ طرزِ عمل پر حیران ہیں۔ درحقیقت ایک عرصہ سے ایران کے حوالہ سے ہمارے کان برادر اسلامی ملک کا ورد اس قدر سن چکے ہیں کہ ہم خود کو اس نئی صورت حال سے ہم آہنگ نہیں کر سکے۔ شاہ ایران کے دور تک جب ایران امریکہ کا بڑا چہیتا تھا اور شاہ ایران کو امریکی پشت پناہی سے علاقے کی تھانیداری سونپے جانے کا امکان تھا، دوسری طرف پاکستان سیٹو اور سینٹو کا رکن بن چکا تھا، یعنی امریکی گود میں جگہ پا چکا تھا اور بھارت روس تعلقات بڑے گہرے اور مضبوط تھے، ایران واقعی پاکستان کا دوست تھا۔ لیکن اُس زمانے میں بھی یعنی شاہ ہی کے دور میں جب 1977ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف تحریک چلی اور یوں محسوس ہوا کہ یہ تحریک اور بھٹو کی ضد پاکستان کی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتی ہے تو شاہ ایران بلوچستان کے بارڈر پر فوج لے آئے تھے کہ اگر پاکستان کے حصے بخرے ہوں تو معدنی دولت سے مالا مال صوبہ بلوچستان پر وہ قبضہ کر لے۔

انقلاب ایران کے بعد پاکستان پر فکری حملہ کیا گیا اور یہاں کے لوگوں کے عقائد میں نفوذ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے برعکس پاکستان کا معاملہ یہ رہا کہ جنداللہ جو ایران کی اقلیت اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے، اُس کا رہنما عبدالمالک ریگی جو ایران کو انتہائی مطلوب (most wanted) تھا، پاکستانی ایجنسی نے اُس کی نشاندہی کی اور جس جہاز میں وہ سوار تھا، اُسے اتار کر ایران نے اُسے گرفتار کیا اور چند دنوں میں اُسے سولی چڑھا دیا گیا۔ پاکستان نے غلط یا درست، حق یا ناحق کی بحث میں الجھے بغیر عبدالمالک ریگی تک ایران کو رسائی دے کر ایران کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کیا تھا۔ لیکن آج کل بھوشن یادیو اور دوسرے ''را'' کے ایجنٹوں کے معاملے میں ایران جو رول ادا کر رہا ہے، وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ اُنہیں بھارت واپس بھجوایا جا رہا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایران کو برادر اسلامی ملک پاکستان کے نہیں بلکہ مشرک ہندوستان کے مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ ہم ایران سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے رویے اور طرزِ عمل پر نظر ثانی کرے، ورنہ تعلقات کا بگاڑ اگرچہ دونوں ممالک کے لیے نقصان دہ ہوگا لیکن یقیناً ایران زیادہ نقصان اٹھائے گا۔ ایران پاکستان یا ہمسایہ اسلامی ملک کا ساتھ نہ دے، حق کا ساتھ دے۔ کیا بھارت کو پاکستان میں دہشت گردی کروانے کی کھلی آزادی ہونی چاہیے؟ ایرانی بھائی انسانی بنیادوں پر غور فرمائیں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کریں، ہمسائیگی کے حقوق مدنظر رکھیں۔ خون کی ہولی کھیلنے والے بت پرست مشرکوں کا ساتھ دینے کی بجائے خدا پرستوں کا ساتھ دیں۔ لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کرنے والوں کے کندھے سے کندھا ملائیں۔ وگرنہ امتِ مسلمہ میں ایک ایسی دراڑ پڑ جائے گی جس کا بھرا جانا ممکن نہ رہے گا۔ سعودی عرب اور امارات میں پہلے ہی ایران کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ شام کے مسئلے پر بھی مسلم ممالک کی اکثریت سے الگ ہو کر ایران نے موقف اختیار کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایران اور بھارت کی مشترکہ کوشش سے سی پیک (CPEC) منصوبے کو کوئی نقصان پہنچا تو یہ چین کے لیے ناقابل برداشت ہوگا۔ ہم امریکہ ایران مفاہمت کو خوش آئند کہتے ہیں، لیکن ایران کو یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ امریکی دوستی کبھی کسی مسلمان ملک کو راس نہیں آئی۔ امریکہ کی اسلام دشمنی شیعہ سنی فرق روا نہیں رکھتی۔ فرق صرف ٹائمنگ کا ہے۔ بہرحال امت مسلمہ کے اس باہمی انتشار اور افتراق نے ہمارا حال اس شعر کے مصداق بنا دیا ہے: ؎

چپ رہوں تو آنکھ برستی ہے
لکھوں تو دہنِ قلم سے خون ٹپکتا ہے

ہمارا حقیقی مستقبل دنیا نہیں، آخرت ہے!

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 18 مارچ 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مطالعہ قرآن حکیم کے ضمن میں سورۃ القیامہ کا بیان چل رہا تھا اور اس کی ابتدائی 12 آیات کا مطالعہ ہم کر چکے ہیں (ابتدائی 12 آیات کا بیان شمارہ نمبر 12 میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)۔ آج ہم اس سورۃ کی آیت 13 سے 20 تک کا مطالعہ کریں گے۔

آیت 13 میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿١٣﴾﴾

''جتلا دیا جائے گا انسان کو اُس دن جو کچھ اس نے آگے بھیجا ہوگا اور جو کچھ پیچھے چھوڑا ہوگا۔''

قیامت کے دن میدانِ حشر میں انسان کا مکمل اعمال نامہ ہر اعتبار سے اس کے سامنے آ جائے گا کہ اس نے دنیا میں کیا چھوڑا اور آگے کیا بھیجا' اور اسے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں کیا اس کا تھا اور کیا نہیں تھا۔ یہ ہے وہ چیز جس کی حضور اکرم ﷺ نے بڑی عمدہ تشریح کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بڑی پیاری حدیث ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي)) ''بندہ کہتا ہے کہ میرا مال' میرا مال''۔ یعنی میرے اتنے اثاثے ہو گئے' اتنی اراضی ہو گئی' اتنی فیکٹریوں کا میں مالک بن گیا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ: ((إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ)) ''اس کے مال میں سے حقیقتاً اس کی صرف تین چیزیں ہیں۔'' پہلا یہ ہے: ((مَا أَكَلَ فَأَفْنَى)) ''جو اس نے کھا کر ختم کر دیا''۔ یعنی وہ مال جس سے اس نے دنیا میں فائدہ اٹھا لیا' اچھی غذا کھا لی۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اچھی غذا بھی انسان کہاں تک کھا لے گا۔ اول تو اس کا اپنا معدہ ہی بڑا محدود ہے اور ثانیاً جو شخص ان مقامات تک پہنچتا ہے وہ سو بیماریوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور ڈاکٹری ہدایت کے مطابق وہ صرف پرہیزی کھانے ہی کھا سکتا ہے...... دوسری قسم کا مال جو حقیقتاً انسان کا ہے: ((أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى)) ''جو اس نے پہن کر بوسیدہ کر دیا''۔ جو کپڑے پہن لیے وہ تو اس کے ہوئے، لیکن جو الماریوں میں ہیں' لیکن کبھی استعمال نہیں ہوئے تو وہ اس کے ہیں ہی نہیں۔ وہ تو بعد میں وارثوں کے کام آئیں گے۔ یہ صرف اس کی خوش خیالی ہے کہ یہ سب میرے ہیں...... تیسری قسم کا مال جو حقیقتاً انسان کا ہے: ((أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى)) ''جو اس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اس کو آخرت کے لیے جمع کر لیا''۔ یہ تین قسم کے مال حقیقتاً انسان کے ہیں' جبکہ جو ان کے علاوہ ہیں وہ کسی صورت اس کے نہیں ہیں۔ اسی لیے حدیث کے آخر میں

مرتب: حافظ محمد زاہد

رسول اللہ ﷺ فرمایا: ((وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ)) ''اس کے علاوہ تو صرف جانے والا اور لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔''

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا: کہ جس وقت انسان کی موت واقع ہوتی ہے تو روح قبض کر کے لے جانے والے فرشتے آپس میں یہ گفتگو کر رہے ہوتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا بھیجا ہے۔ جبکہ اس کے رشتہ دار اور دوست یہ گفتگو کر رہے ہوتے ہیں کہ اس نے کتنی جائیدادیں، کتنا بینک بیلنس اور کتنا ترکہ چھوڑا ہے۔ یہ ہے اصل حقیقت!

ایک اور روایت بھی ہے جو آنکھیں کھول دینے والی ہے۔ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت شداد بن اوسؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ)) ''(صحیح معنوں میں) سمجھدار اور عاقل آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنے تابع اور مطیع رکھے اور عمل کرے موت کے بعد کے لیے''۔ کیس کہتے ہیں دانا' سمجھدار اور ہوش مند کو۔ آج کل ہمارے ہاں ہوش مندی بہت زیادہ ہے اور اس وقت یہ دنیا بھی بہت ہوش مند ہے۔ لیکن اس کی ہوش مندی بڑی محدود ہے اور اس کے اوپر مادہ پرستی کے اتنے غلاف چڑھ گئے ہیں کہ وہ اصل مستقبل کو دیکھنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر شخص دنیوی مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اولاد کو بھی سکھایا جاتا ہے کہ اپنے مستقبل کی فکر کرو۔ یہ کچھ سال ہیں ان میں محنت کر لو، اپنی تعلیم کے اوپر توجہ دو تاکہ تمہارا مستقبل سنور جائے۔ ایسا رویہ رکھنے والے شخص کو آج کی دنیا میں ہوش مند کہا جاتا ہے' جبکہ بیوقوف اسے سمجھا جاتا ہے جسے کوئی پروا نہیں ہے اور وہ اپنے بچے کو پڑھا بھی نہیں رہا اور اس کے مستقبل کے لیے کچھ بھی سامان نہیں کر رہا۔ ایسے شخص کے بارے میں سب کہیں گے کہ یہ تو بہت احمق آدمی ہے۔

زیر مطالعہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حقیقی سمجھدار کی تعریف یہ بیان کی کہ جو اصل مستقبل یعنی آخرت کی فکر میں ہے۔ یہ زندگی تو انتہائی عارضی ہے اور اس کا اُخروی زندگی سے کسی قسم کا کوئی موازنہ نہیں ہے۔ یہ دنیا تو دارالامتحان ہے اور ہم زندگی کے آخری سانس تک امتحان گاہ میں ہیں۔ ہماری ہر چیز' ہر عمل اور زبان سے نکلا ہوا ہر حرف نوٹ ہو رہا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اللہ کا علم ہماری نیتوں' ارادوں اور خیالات کو بھی گھیرے ہوئے ہے۔ اب امتحان گاہ میں موجود اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں مجھے تعیش کا سامان مل جائے اور پھر وہ

اُس میں مگن ہو کر امتحان سے غافل ہو جائے تو ہم ایسے شخص کو پاگل اور احمق کہیں گے۔

حقیقت میں پوری نوع انسانی اس وقت اس مقام پہ کھڑی ہے کہ ہم نے امتحان گاہ کو ہی کھیل تماشے کی جگہ سمجھ لیا ہے اور اصل مستقبل کو سرے سے بھول گئے ہیں۔ حالانکہ اتنی چھوٹی سی زندگی کے لیے ابدی اور حقیقی مستقبل کو ضائع کرنا' اس سے بڑی حماقت اور اس سے بڑی ناسمجھی کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوش مند تو وہ شخص ہے جو اپنے اصل مستقبل کو دیکھ رہا ہے اور اس کے لیے عمل کر رہا ہے۔ مسئلہ مستقبل کا ہی ہے' بس مستقبل کے تعین میں غلطی ہو رہی ہے۔ آج کی ساری دانش یہ کہہ رہی ہے کہ آخرت کو بھول کر دنیا میں موج اڑاؤ اور ہم بھی رول ماڈل ان کو سمجھتے ہیں جو غریبی کی سطح سے ترقی کرتے کرتے آج بلین ڈالر کے مالک بن گئے ہیں۔ یہ ہمارے لیے رول ماڈل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو جو تعلیم دے رہے ہیں' اس میں آخرت کا مکمل طور پر انکار ہے۔ حالانکہ قرآن واضح طور پر یہ بتا رہا ہے کہ: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف:103) ''آپؐ کہیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی سعی و جہد دنیا ہی کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی''۔ یعنی اسی دنیا کے مستقبل کو اصل مستقبل سمجھ کر اسی کو سنوارنے کے لیے کوشش کرتے رہے اور خوب محنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ شخص اپنی محنت کے اعتبار سے سب سے خسارے میں ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنی محنت سے چندروزہ دنیا تو کمائی' لیکن آخرت برباد کر لی۔ چنانچہ جس کو آج آپ رول ماڈل کہہ رہے ہیں' قرآن کہہ رہا ہے کہ وہی سب سے بڑے خسارے میں ہے۔ معلوم ہوا کہ ہماری سوچ میں اور قرآن کی تعلیمات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ ہے اس وقت کا دجالی اور مادہ پرستی کا دور جس کے بارے میں اقبال تو سو سال پہلے یہ کہہ گئے ہیں:

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب مغرب کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

بہرحال میدانِ حشر میں انسان کو بتا دیا جائے گا کہ اس نے اپنے مستقبل کے لیے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔ اُس وقت ہوش ٹھکانے آ جائیں گے جب تمہارا اعمال نامہ تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا جائے گا۔

اگلی آیت میں یہ حقیقت بھی بیان کر دی ہے کہ:

﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿١٤﴾﴾

''بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کا چور پکڑا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ وہاں بتانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس لیے کہ انسان جو کچھ کر کے آیا ہے' وہ اس سے خوب واقف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ اس کے سامنے جب اس کا اعمال نامہ رکھا جائے گا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی کہ یہ بھی میں نے کیا تھا' یہ بھی میں نے کیا تھا۔ بلکہ اسے خوب معلوم ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

﴿وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿١٥﴾﴾

''اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔''

یعنی انسان دوسروں کو تو بیوقوف بنا سکتا ہے کہ یہ کام میں نے کیا تو تھا لیکن نیت میری یہ تھی' لیکن اندر سے وہ خوب جانتا ہے کہ اس کام کے پیچھے نیت کیا تھی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی زبان کا بہت ہی تیز ہو اور وہ اپنی غلط روی پر بھی دنیا میں پردے ڈال رہا ہو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ تو

پریس ریلیز یکم اپریل 2016ء

ایران اور پاکستان کے تعلقات میں بگاڑ سے امتِ مسلمہ میں مزید انتشار پیدا ہوگا

دہشت گردوں نے گلشن اقبال پارک میں معصوم بچوں کو بھی خون میں نہلانے سے گریز نہیں کیا

ایک حکومتی عہدیدار کے لیے سینکڑوں سیکورٹی اہلکار متعین ہوتے ہیں جبکہ عوام کو مکمل طور پر لاوارث چھوڑ رکھا ہے

حافظ عاکف سعید

ایران اور پاکستان کے تعلقات میں بگاڑ سے امتِ مسلمہ میں مزید انتشار پیدا ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ماضی میں جب جنداللہ ایران میں دہشت گردی کی مرتکب ہو رہی تھی تو پاکستان نے ایران کی غیر معمولی مدد کی تھی۔ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں ہی کی اطلاع پر جنداللہ کے سربراہ عبدالمالک ریگی کو گرفتار کرنا ایران کے لیے ممکن ہوا تھا۔ لیکن آج جب پاکستان ایران سے بلوچستان داخل ہوتے ہوئے بھارتی جاسوس کل بھوشن یادیو کو گرفتار کرتا ہے تو ایران تعاون سے گریز کر رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ یادیو نے اعتراف کیا ہے کہ ایران میں ''را'' کا نیٹ ورک قائم ہے جو پاکستان میں مختلف مقامات پر دہشت گردی کا ذمہ دار ہے۔ اُنہوں نے گلشن اقبال پارک کے سانحہ پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردوں نے معصوم بچوں کو بھی خون میں نہلانے سے گریز نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ حکمران صرف اپنی ذاتی سیکورٹی پر توجہ دیتے ہیں اور ایک حکومتی عہدیدار کے لیے سینکڑوں سیکورٹی اہلکار متعین ہوتے ہیں جبکہ عوام کو مکمل طور پر لاوارث چھوڑ رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دہشت گردوں کا آسان شکار بن جاتے ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

خیر کے لیے کر رہا ہوں۔ ہمارے سیاستدانوں کا کام ہی یہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ خود کہاں کھڑے ہیں' لیکن دوسروں کا منہ بند کرنے کے لیے ان کے پاس ڈھیروں جوابات ہوتے ہیں۔ بہرحال زیر مطالعہ آیت میں اللہ نے فرمایا کہ اس دن کسی کو کچھ دکھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس لیے کہ ہر ایک خوب جانتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

اگلی آیات میں مضمون بظاہر تھوڑا الگ نظر آتا ہے لیکن ربطِ مضمون پھر بھی جڑا رہے گا۔ فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾﴾

''(اے نبیﷺ!) آپ اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔''

اس آیت کا پس منظر یہ تھا کہ جب وحی نازل ہوتی تھی تو آنحضورﷺ کو اندیشہ ہوتا تھا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ کوئی لفظ مجھ سے رہ جائے یا میں کچھ بھول جاؤں۔ تو وحی کے نزول کے فوراً بعد آپؐ اسے یاد کرنے کے لیے بڑی مشقت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ جلدی یاد ہو جائے اور کہیں کچھ رہ نہ جائے۔ اس پس منظر میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اور آنحضورﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپؐ کو تیزی سے یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے' جس رب نے آپؐ پر یہ وحی نازل کی ہے تو اس کی حفاظت بھی اسی کے ذمے ہے اور اس کا آپ کے دل پہ جمع کر دینا بھی اسی کے ذمے ہے:

﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾﴾

''اسے جمع کرنا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔''

یہ بھی اللہ نے اپنے ذمے لے لیا ہے' لہٰذا آپؐ جلدی جلدی یاد کرنے کی مشقت نہ کریں اور اس پریشانی میں نہ رہیں کہ کوئی چیز آپؐ کو بھول جائے گی۔ بس آپ یہ کیا کریں کہ:

﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾﴾

''پھر جب ہم اسے پڑھوا دیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کیجیے۔''

آپؐ فرشتے کے ساتھ اس وحی کو پڑھتے جایئے' بس یہ کافی ہے۔ باقی اسے آپؐ کے سینے میں محفوظ کرنا اور لوگوں کے سامنے پڑھوا دینا' یہ سب ہمارے ذمے ہے۔ پھر صرف یہی نہیں' بلکہ:

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾﴾

''پھر ہمارے ہی ذمے ہے اس کو واضح کر دینا بھی۔''

اس کی دو صورتیں ہوتی تھیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک مضمون قرآن مجید میں ایک جگہ پر مختصر انداز میں آیا اور اس کے بعد اس کی تشریح دوسری وحی کی صورت میں آ رہی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آنحضورﷺ پر صرف قرآن کی وحی نازل نہیں ہوئی' بلکہ ایک اور وحی بھی آپؐ پر نازل ہوئی ہے جس کے بارے میں سورۃ النجم میں فرمایا گیا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾﴾ ''اور یہ (جو کچھ کہہ رہے ہیں) اپنی خواہش نفس سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔'' چنانچہ احادیث مبارکہ اور آپﷺ کے اقوال جس میں ہمارے لیے راہنمائی کا سامان ہے' وہ اسی قرآن کی تشریح اور اسی کا بیان ہیں۔ اس کو اس سے الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔

اسی طرح یہ انسانی معاملہ نہیں ہے کہ وہ قرآن کی نازل ہونے والی لمبی لمبی سورتوں کو فوراً محفوظ کر سکے' بلکہ یہ مسئلہ خود اللہ نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا' اسی لیے زیر مطالعہ آیات میں فرمایا کہ آپؐ کے سینے میں اس کو محفوظ کرنا اور آپؐ کی زبان سے پڑھوا دینا یہ ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ اسی میں یہ بھی آتا تھا کہ نازل ہونے والی آیات مصحف میں کس جگہ آئیں گی' اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات آتی تھیں اور رسول اللہﷺ اُن ہدایات کے مطابق آیات کو ترتیب دے دیتے تھے۔ دیکھئے' قرآن مجید کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف میں فرق ہے۔ پہلی وحی کی صورت میں نازل ہونے والی سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات قرآن مجید کے ابتدا میں نہیں' بلکہ آخری پارے میں ہیں۔ اسی طرح سورۃ الفاتحہ ترتیب نزول کے اعتبار سے پانچویں وحی ہے' لیکن ترتیب مصحف میں پہلے نمبر پر ہے۔ جبکہ ترتیب مصحف میں دوسرے نمبر پر سورۃ البقرۃ ہے جو مدنی سورت ہے اور نبوت کے تیرھویں' چودھویں سال نازل ہو رہی ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں یاد رکھیے کہ ترتیب مصحف بھی اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ ہے۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾﴾

''ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو۔''

اس آیت میں دنیا کو عاجلہ کہا گیا ہے اس لیے کہ دنیا میں بدلہ فوری ملتا ہے' جبکہ آخرت بہرحال ادھار کا سودا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کے اندر عجلت پسندی ہے اور نقد چیز انسان کو اپنی طرف زیادہ متوجہ کرتی ہے' جبکہ ادھار کی طرف اس کا رجحان کم ہوتا ہے۔ لیکن سمجھداری کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ دیکھے کہ اگر اصل منافع ادھار میں ہے تو وہ ادھار کرے۔ آج یہودیوں نے ادھار دے دے کر پوری دنیا کو جکڑا ہوا ہے۔ بہرکیف دنیا عاجلہ ہے' جبکہ آخرت تو ہے ہی بعد کا معاملہ اور وہ تو موت کی سرحد کے پار ہے۔ لیکن قیامت اور آخرت کے حوالے سے ہر قسم کے دلائل موجود ہیں' آسمانی کلام میں بھی دلائل موجود ہیں' رسولوں نے بھی بتایا ہے' حتیٰ کہ انسانی فطرت میں بھی اس کے لیے اشارات موجود ہیں۔ لیکن وہ جو غالب نے کہا تھا کہ

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

اس ضمن میں یہ بھی نوٹ کیجیے کہ حضور اکرمﷺ کو بھی بہت زیادہ شوق رہتا تھا کہ قرآن مجید کی وحی کا نزول جلدی جلدی ہو۔ ایک مرتبہ آپﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے شکایت بھی کی کہ آپ دیر سے آتے ہیں تو اس کا جواب انہوں نے بایں الفاظ دیا: ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾﴾ (مریم) ''اور (اے نبیﷺ!) ہم (فرشتے) نہیں نازل ہوتے مگر آپ کے رب کے حکم سے۔ اُسی کے اختیار میں ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔ اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے۔'' چنانچہ حضور اکرمﷺ سے بھی کہا گیا کہ اس معاملے میں عجلت نہ کیا کریں: ﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ﴾ (طٰہٰ:114) ''اور آپؐ جلدی نہ کیجیے اس قرآن کے ساتھ اس سے پہلے کہ آپؐ پر اس کی وحی مکمل ہو جائے۔''

بہرحال انسان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف لپکتا ہے' جبکہ آخرت کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سب اپنا تجزیہ کریں کہ ہم نے آخرت کو اپنا ٹارگٹ اور مقصد بنایا ہوا ہے یا دنیا ہی ہماری ترجیح ہے!

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اصل مستقبل ''آخرت'' کے لیے صحیح معنوں میں اور پوری دلجمعی کے ساتھ تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

☆☆☆

استقلالِ پاکستان

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

23 مارچ، ایک اور یوم استقلال آیا اور گزر گیا۔ اب ہم اسے یوم پاکستان کہنے لگے ہیں۔ استقلال نام ہے مضبوطی، استحکام، مستقل مزاجی اور قوم وسلطنت کی خودمختاری کا، جو مشرف جیب میں ڈال کر چل دیا۔ سبھی کچھ تو داؤ پر لگ گیا۔ مستقل مزاجی حکمرانوں کی تو صرف خزانہ لوٹنے میں ہے۔ خودمختاری نائن الیون کے بعد امریکہ کے ہاتھ فروخت ہوگئی۔ اب ہم مجبور محض ہیں امریکی روبوٹ بنے۔ مضبوطی، استحکام، خودمختاری کی تمنا کا اظہار نظریے کی بنیاد پر پُرعزم مسلمانوں نے قرارداد پاکستان کی صورت تکبیروں کی گونج میں کیا تھا۔ قرارداد پاکستان جداگانہ تشخص، مسلم شناخت کی بنیاد پر برصغیر کے مسلمانوں کا اظہاریہ تھا جسے سیکولرازم، لبرل ازم کی پھپھوندی چھو کر بھی نہ گزری تھی۔ قائد واقبال واضح موقف کے حامل تھے۔ اسلام ان کی تحریروں، تقریروں کا مرکز ومحور تھا، جس میں شک کا شائبہ تک نہ تھا۔ امریکی بھینگی کانی دجالی وژن کو آج قائد وژن کے نام پر بیچنے والے پوری تاریخ کی آنکھوں میں دھول کیونکر جھونک سکتے ہیں؟

پاکستان لیلۃ القدر پر اسلام کے ہاں پیدا ہونے والا بیٹا تھا۔ یہ ہولی، دیوالی، ایسٹر، کرسمس کے دن تولد نہیں ہوا تھا! پاکستان، برصغیر میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکمرانی کا تسلسل ہے۔ 23 مارچ 1940ء اسی کے دوبارہ متشکل ہونے کے عزم کا اظہار تھا۔ سراج الدولہ، ٹیپو سلطان، سید احمد شہید، 1857ء کی قربانیاں، علماء کی شہادتیں (دہلی کے درختوں پر جھولتی لاشیں) رنگ لائیں۔ اقبال کی امنگوں، آرزوؤں، امیدوں، منتوں، مرادوں بھرے خواب کی تعبیر برسرزمین ملنے کا دن تھا۔ جس کی خاطر مسلسل 7 سال بانیٔ پاکستان نے اپنے کمزور وجود اور قوت کی آخری رمق تک یہی کہتے ہوئے لگا دی کہ پاکستان کا مطالبہ ایک ٹکڑے زمین یا ہندو انگریز دشمنی کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک اسلامی مملکت وجود میں لانے کے لیے ہے جو مبنی قرآن وسنت، شریعت ہو گی۔ لبرل ازم، ناچ گانے، بھنگڑے تماشوں بھری ثقافت، سودی معیشت، آزادی و بربادیٔ نسواں بلوں کی خاطر تو ایک مسلمان بھی نہ اٹھتا۔ اپنی نکسیر پھٹوانے پر بھی تیار نہ ہوتا۔ نہ پاکستان بھنگڑوں، دھمالوں، ڈھول کی ٹاپوں میں بنا تھا نہ ہی اس کی فلاح وبقا ان نام نہاد سافٹ امیج تماشوں میں ہے۔ ذرا ملاحظہ ہو مملکتِ خداداد پاکستان کا حلیہ کس درجے ہر سطح پر بگاڑ ڈالا گیا۔ قومی اسمبلی میں بہ عجلت ایک قرارداد ہنگامی کیفیت میں حکمران لیگ کی جانب سے اچانک منظور کروا دی گئی، جس کے مطابق اقلیتوں کے تہواروں پر چھٹی دینے کو ابہام کے ساتھ تجویز کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں سندھ حکومت نے ہولی پر عام تعطیل دے ڈالی۔ صرف 2 فیصد ہندوؤں کے لیے عظیم مسلم اکثریت چھٹی پر چلی جائے؟ پہلے ہی سب سے زیادہ چھٹیاں منانے والی روبہ پسماندگی قوم ہیں ہم۔ اس آڑ میں اقبال کی چھٹی گول کر چکے ہیں۔ قائداعظم کی چھٹی بھی نہ ہوتی اگر اس دن کرسمس نہ ہوتا۔ ہولی کی چھٹی پر بچوں کو کیا بتائیں گے کہ یہ بتوں کی پوجا، رنگ رلیوں اور بھنگ پینے کا دن ہے؟ سیدنا عمر ؓ اور اقبال پر چھٹی نہیں ہے! لیکن اب ہولی کے رنگ چھینٹنے کو پاکستان کا معاشی مرکز، کراچی چھٹی منائے؟ مجوزہ چھٹیاں ایسٹر، گڈ فرائی ڈے اور ہولی کی ہیں! ان کے جان ومال کا تحفظ تو یقیناً فرض ہے ریاست کا۔ تاہم 1.6 فیصد عیسائی اقلیت کے تہوار مسلم پاکستان اظہار روشن خیالی کی خاطر چھٹیاں دے دے کر منائے؟ عموماً ممالک میں اقلیتیں دبی پسی ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں اقلیت کا راج ہے، خواہ مذہبی اقلیتیں ہوں یا حکمران (سیاسی) اقلیت۔ اکثریت کا کوئی پرسان حال نہیں۔

23 مارچ کو جھوٹے مرض کا ڈراما رچانے والے اداکار مشرف کے فرار کا زخم بھی تازہ ہو گیا۔ ملک پروردی کے بل پر حکمرانی کرنے والا، سنگین غداری کے جرم میں ماخوذ، بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری والا، اکبر بگٹی، بے نظیر، ڈاکٹر عافیہ صدیقی، لال مسجد، جامعہ حفصہ کے مقدموں میں مطلوب، کہاں ہسپتال میں آکسیجن ماسک تلے، کمر درد سے کراہ رہا تھا۔ اور کہاں یکا یک مریض کا چولا اتار کر چھلانگتا پھلانگتا دبئی جا پہنچا۔ اداکاری پر...... اس پوری فلم/ڈرامے پر ایک آسکر ایوارڈ کا حقدار مشرف بھی ہے۔ کیا ستم ہے 23 مارچ والا پاکستان، آسکر ایوارڈ والا پاکستان بن گیا!

یہ دور عالمی طور پر دجل، فریب اور جھوٹ کا دور ہے، جس میں شرمساری کا بھی گزر نہیں۔ بش بلیئر نے عراق پر جھوٹ بولا، ڈنکے کی چوٹ قبول کیا۔ ریمنڈ ڈیوس پر ہیلری اوباما نے ڈٹ کر جھوٹ بولا۔ وڈیو سوات پر میڈیا اور حکومت نے جھوٹ بول کر اپنے آقاؤں کی سنت کی پیروی کی۔ اب مشرف بہ جھوٹ ہونے میں جو کسر باقی تھی وہ پرویز مشرف، ہسپتال، ڈاکٹروں (جھوٹے میڈیکل سرٹیفکیٹ، رپورٹیں) نے پوری فرمائی۔ یہ ہیں نبیٔ صادق و امین ﷺ کے امتی! دوسری جانب ممتاز قادری بہ عجلت (عشق رسول ﷺ تو الگ داستان ہے) انصاف کے حقیقی تقاضوں سے ماوراء پھانسی چڑھا دیئے گئے۔ گستاخ رسول ؐ سزا سے مامون آسیہ بی بی کسی دن خاموشی سے یورپ جا بیٹھے گی۔ یہ سب وہی ہے کہ براباّ ڈاکو کو چھوڑ دو عیسیٰ ؑ کو سولی دو۔ اس وقت کے ''رومی'' حاکموں نے یہود (اس وقت کے مسلمان!) سے پوچھا تھا تو پورے مجمع نے پکار کر کہا: براباّ ڈاکو کو چھوڑ دو۔ سو ہم نے بھی عین اسی طرح ''رومی'' حاکم اور لبرلوں کے ہاتھوں ڈاکو آزاد کئے اور آخری نبی ﷺ کے سچے پیرو پھانسیوں، عقوبت خانوں اور بلاؤں میں مبتلا کئے! ملک فروش، نظریہ فروش پاک پوتر ہے۔ پرویز مشرف کو ملنے والا انصاف آخرت اور یوم الدین پر ایمان پختہ کرنے کا سبب ضرور ہے۔ وہ دن تو آنا ہی چاہیے جب سب راز کھل جائیں۔ بھیدوں پر سے پردہ اٹھے۔ ہر اداکار، صداکار کا کیا دھرا وہاں سکرینوں پر چلے گا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ بڑے بڑے وی آئی پی رُلتے پھریں گے۔ پھانسیوں پر نام دھر کر لٹکا دیئے جانے والے معزز قرار پائیں گے! خافضۃ رافعۃ۔ تہ وبالا کر دینے والی آفت۔ حقیقی عزت وذلت کے تعین کا دن۔ سو ہم اس دن کا انتظار کریں گے انصاف کے قائم ہونے کے لیے۔ حسینہ واجد اور السیسی جیسوں کے لگائے چرکے۔ دنیا بھر کے ظالموں، جابروں کے ہاتھوں مظلوم انسانیت پر ڈھائے مظالم کا بدلہ چکانے کا

دن ۔نجانے عمر ڈھلے حکمران، سیاست دان زیر زمین حقائق کیونکر بھولے بیٹھے ہیں؟

اُدھر مقبوضہ کشمیر میں آئے دن جب پاکستان کے جھنڈے لہرائے جاتے اور پاکستان زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں۔ کشمیر بنے گا پاکستان پورے ولولے سے پکارا جاتا ہے تو شرمساری ہونے لگتی ہے۔ حریت پسند کیا جانتے نہیں کہ پاکستان کی پور پور امریکہ کی غلام ہو چکی۔ یہاں امریکی ڈرون تو آزادانہ محو پرواز ہے لیکن حریت نام کی چڑیا کو بھی اڑان کی اجازت نہیں۔ اللہ کا غلام آزاد ہوا کرتا ہے جو اس کے سوا کسی در پر جھکتا نہیں، سید علی گیلانی کی مانند۔ لیکن یہاں تو اللہ کے غلاموں، محمد ﷺ کے پروانوں، آزادی کے متوالوں کو گن گن کر اور چُن چُن کر امریکی مجسمۂ آزادی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کشمیریوں کا توانا جذبۂ آزادی اور اسلامیانِ پاکستان سے محبت شاید ہمارے تنِ خاکی میں جان ڈال دے! وہ لبرل پاکستان کے شیدائی نہیں۔ وہ وطنیت، قومیت کے اسیر نہیں۔ پاکستان سے کشمیریوں کی محبت صرف اور صرف اسلام کی مرہون منت ہے۔ انہیں کڑے پہننے کے لیے پاکستان کا حصہ نہیں بننا۔ جہاں ان کی بیویاں، بیٹیاں شوہروں، باپ، بھائیوں کو حوالۂ پولیس کر سکیں، کنگن پہنا سکیں۔ خود بل بورڈوں، کیٹ واکوں، فیشن پریڈوں کی زینت بن سکیں۔ کشمیر بیٹھے آسکر ایوارڈ نہیں پاسکتیں، پاکستان میں یہ ممکن ہے! اللہ ہمارے حال پر رحم کرے اور ہمیں اپنے کشمیری بھائیوں کی محبت کا اہل بنائے۔

ایک اور دھوکہ یہ بھی ہے کہ ایک وقت پر اذان دینے کو نظام صلوٰۃ کا نام دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ نظام صلوٰۃ تو پورے ملک میں اقامتِ صلوٰۃ کو یقینی بنانے کے لیے نظام وضع کرنے کا نام ہے۔ جبکہ یہاں مساجد اور علماء کو زیر دام لانے کو درجہ بدرجہ اہتمام جاری ہے۔ پہلے لاؤڈ سپیکروں کا گلا گھونٹا۔ اب اوقات صلوٰۃ میں در آئے ہیں۔ پھر خدانخواستہ مؤذن کی جگہ ٹیپ ریکارڈر چلے گا۔ پھر سرکاری یکساں خطبہ مسلط ہوگا۔ پھر خاکم بدہن مصر کی طرح تراویح محدود کی جائیں گی۔ علماء بحمد اللہ بیدار و خبردار ہیں۔ اقلیتی مذہبی تہوار اکثریت پر مسلط کرنا، اسلام پر دائرہ تنگ کرنا، یہ ہے لبرل ایجنڈا۔ ذکرِ مولیٰ کی جگہ موسیقی روحانی غذا۔

☆☆☆☆☆

خاندان کے ادارے کو تباہ کرنے کی سازش

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
zamirakhtarkhan@yahoo.com

اسلام میں سماجی زندگی کے حوالے سے گھر کے ادارے کو انسانی معاشرے کے لیے بنیاد کا پتھر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ اجتماعیت کا نقطۂ آغاز یا اس کی پہلی منزل خاندان اور عائلی نظام ہے۔ اس سے آگے معاشرہ اور پھر اس سے آگے ریاست ہے۔ خاندان کی بنیاد رشتۂ ازدواج سے پڑتی ہے یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کا تعلق ایک خاندان کا سنگ بنیاد بنتا ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں عائلی نظام سے متعلق مباحث نہایت شرح و بسط اور تفصیل کے ساتھ آئے ہیں۔ خاص طور پر شوہر اور بیوی کے رشتے کے متعلق معاملات اور نکاح وطلاق کے احکام و مسائل کے بارے میں تفصیلی ہدایات بیان ہوئی ہیں۔ یہ تفصیلی ہدایات سورۃ البقرۃ، سورۃ النساء، سورۃ المائدۃ، سورۃ النور، سورۃ الاحزاب، سورۃ المجادلۃ، سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم میں بیان ہوئی ہیں۔

انسانی معاشرے اور انسانی تہذیب و تمدن میں خاندان کی حیثیت بنیاد کے پتھر کی ہے اور اسی پر ریاست، ملت اور اجتماعیت کے تمام تصورات کی تعمیر ہوتی ہے، لہٰذا اگر خاندان کے ادارے کی تعمیر میں کوئی کجی یا ٹیڑھ رہ جائے تو ظاہر ہے کہ پھر وہ کجی آخر تک جائے گی۔ فارسی کے اس شعر کے مصداق کہ:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

جڑ اور بنیاد میں اگر ضعف رہ جائے تو یہ ضعف معاشرے کی تمام سطحوں پر ظہور کرے گا۔ اس لیے قرآن مجید خاندان کے اس ادارے کو نہایت مستحکم کرنا اور اسے نہایت صحیح بنیادوں پر استوار کرنا چاہتا ہے تاکہ اس میں نہ کوئی عدم توازن رہے، نہ ہی کوئی اونچ نیچ، نہ ظلم و تعدی ہو اور نہ ہی یہ ضعف و اضمحلال کا شکار ہو۔

اسلام میں خاندان کے افراد کا، خاص طور پر میاں اور بیوی کا ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا پاس ولحاظ رکھنا ایک بنیادی قدر ہے۔ جس گھر میں شوہر اور بیوی کے مابین یہ کیفیت نہ ہو تو یہ زبردستی اور مارے باندھے کا ایک رشتہ ہو گا جو تا دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ میاں بیوی کے رشتے میں چاشنی اور باہم محبت والفت درکار ہے۔ اگر یہ موجود نہ ہو اور میاں بیوی ایک دوسرے کو بات بات پر پولیس کا ڈراوا دینے لگیں تو ایسا گھر دنیا میں جہنم کا نمونہ بن جائے گا۔ تحفظ نسواں بل پیش کرنے والوں کو یہ خیال تک نہیں آیا کہ مسلمان ہونے کے ناتے یہ تو معلوم کر لیں کہ میاں بیوی کے درمیان تنازعہ ہو جائے تو اسلام اس کا کیا حل تجویز کرتا ہے۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ گھریلو جھگڑے کا حل اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے بیٹھ کر معاملہ طے کروائیں اور حتی الامکان خاندان کے ادارے کو ٹوٹنے سے بچائیں۔ لیکن اگر معاملہ اتنا بگڑ گیا ہے کہ مصالحت کی کوئی صورت نہ ہو تو طلاق کی صورت میں علیحدگی کا راستہ اختیار کیا جائے، اس لیے کہ میاں بیوی کے تعلق کو زبردستی پولیس کی طاقت سے قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم مغرب کی نقالی میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی کرنے چلے اور یہ بھول گئے کہ ہمارا دستور ہمیں پابند کرتا ہے کہ ہم قرآن وسنت کے دائرے کے اندر رہ کر قانون سازی کریں۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں، اگر ہمارے قانونی ماہرین ان کو پڑھ لیتے تو انہیں یہ تردد نہ کرنا پڑتا۔

عقل عام تقاضا کرتی ہے اور اسلام کا متوازن نظام زندگی بھی یہی لائحہ عمل عطا کرتا ہے کہ خاندان کے ادارے کی مضبوطی کا دار و مدار قانونی سے زیادہ اخلاقی اصولوں پر ہو۔ نبی ﷺ نے اہل ایمان کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین طرزِ عمل اختیار کرنے والے ہیں، اور جان لو کہ میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے (باقی صفحہ 13 پر)

زمانہ گواہ ہے

حکمرانوں کا دل باہر اس لیے زیادہ لگتا ہے کیونکہ ان کا مال وزر وہاں پر ہے۔ (مرزا ایوب بیگ)

کہیں یہ تاثر نہیں ملتا کہ حکمران جو کچھ کر رہے ہیں وہ عوام کے جذبات کی عکاسی ہے۔ (حفیظ اللہ خان نیازی)

دنیا کے تین بڑے خطرات میں سے تیسرا بڑا خطرہ ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکن صدر بننا ہے۔ (رضاء الحق)

ایسے قوانین نہیں بننے چاہییں جن سے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی ہو۔ (ڈاکٹر عبدالسمیع)

پرویز مشرف کی بیرون ملک روانگی، ڈونلڈ ٹرمپ بحیثیت صدارتی اُمیدوار اور حقوق نسواں بل کے موضوعات پر حالات حاضرہ کے نئے اور منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

پرویز مشرف کی بیرون روانگی

سوال: سب سے پہلے جنرل پرویز مشرف کی علاج کے لیے بیرون ملک روانگی پر بات کرتے ہیں۔ ایوب بیگ صاحب! گزشتہ 25، 30 سالوں سے نواز شریف، آصف علی زرداری اور پرویز مشرف جیسے لوگ اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ کیا یہ آج تک کوئی ایک ہسپتال بھی ایسا نہیں بنا سکے جہاں کم از کم یہ اپنا علاج کرواسکیں، باقی لوگوں کو تو چھوڑیں۔ آپ کے خیال میں ان کا مسئلہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی حکمران گزرے ہیں، چاہے سول ہوں یا عسکری انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو اس ملک کے عوام سے الگ تھلگ ایک بالائی مخلوق سمجھا ہے۔ ان کے ذہن سے حاکم اور محکوم میں تفریق کا وہ تصور ختم نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے یہ عوام کو اپنائیت نہیں دے سکے۔ پاکستان میں ایک سے بڑھ کر ایک اچھے ہسپتال موجود ہیں جن میں علاج ہو سکتا ہے لیکن حکمرانوں کا اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ پاکستان اس وقت آئیں جب انہیں حکمرانی کا موقع ملے۔ وگرنہ جب وہ حکمرانی سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ پاکستان سے باہر چلے جاتے ہیں۔ انہیں کوئی فزیکل بیماری نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ علاج کرانے نہیں بلکہ اپنے معاملات کی دیکھ بھال کرنے یا جب یہاں حالات ان کے لیے ناموافق ہوں تو باہر چلے جاتے ہیں اور وہاں ان کا دل زیادہ اس لیے لگتا ہے کیونکہ ان کا مال وزر وہاں پر ہے۔

سوال: آپ جانتے ہیں کہ پرویز مشرف قتل اور غداری جیسے سنگین مقدمات میں ہماری عدالتوں کو مطلوب ہیں۔ کیا ان کو باہر بھجوانے والے ایسا کر کے پاکستان سے وفاداری کا ثبوت دے رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: دیکھئے! دنیا میں ایک محاورہ ہے کہ قانون اندھا ہوتا ہے لیکن ہمارے ملک میں معاملہ یہ ہے کہ قانون کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں، وہ دیکھ لیتا ہے، اگر آدمی بڑا ہے تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے اور اگر آدمی چھوٹا ہے تو پھر قانون کی آنکھیں خوب کھل جاتی ہیں اور تمام قسم کے قوانین اس پر لاگو ہو جاتے ہیں اور ہمارے معاشرے کی تباہی کی یہی وجہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ 15 سو سال پہلے یہ بات کہہ چکے ہیں کہ تم سے پہلے جو قومیں تباہ ہوئیں وہ بھی انصاف کے دوہرے معیار رکھتی تھیں۔ بڑے لوگوں کے لیے معیار اور تھا اور چھوٹے لوگوں کے لیے اور تھا۔ یہاں بھی یہی سلسلہ ہے کہ قتل، غداری اور آئین شکنی جیسے سنگین ترین مقدمات کے باوجود پرویز مشرف کو باہر جانے کی اجازت دے دی گئی اور اس میں مجھے سب لوگ ہی ملوث نظر آتے ہیں۔ اصل میں یہ وزارت داخلہ کا کام ہے۔ حکومت نے اپنی جان بچانے کے لیے خواہ مخواہ یہ بات عدالت پر ڈالی ہے اور عدالت نے صحیح کہا کہ یہ ہمارا مینڈیٹ نہیں بلکہ حکومت کا کام ہے۔ جبکہ حکومت کا معاملہ کسی نظریئے، کسی گناہ یا کسی آئین شکنی سے نہیں بلکہ ایک آدمی سے نفرت کا تھا۔ اگر ان کے نزدیک یہ کسی نظریئے یا آئین شکنی کا معاملہ ہوتا تو پھر زاہد حامد اور ماروی میمن جیسے لوگ نواز شریف کے وزیر نہ ہوتے۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں جو مشرف کے ساتھ تھے اور آج حکومت میں شامل ہیں۔ زاہد حامد وہ شخص ہے کہ جس نے ایمرجنسی کے قانون کی ڈرافٹنگ کی تھی اور آج وہ نواز شریف کابینہ کے وزیر بن گئے ہیں۔ تو اصل میں نیتوں کا فرق ہے، میرٹ اور انصاف کا معاملہ ہے ہی نہیں۔ حکمرانوں کی سوچ صرف اس دائرے تک محدود ہے کہ جو چیز ہمارے اقتدار کو استحکام بخشے گی، چاہے درست ہو یا غلط ہم اس کو اپنا لیں گے اور جس چیز سے ہمارے اقتدار کو خطرہ ہوگا اس سے ہم دور ہٹیں گے۔

سوال: حفیظ اللہ خان نیازی صاحب! یہ فرمایئے کہ جنرل پرویز مشرف کو امریکہ نے Rescue کیا ہے یا پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے؟

حفیظ اللہ خان نیازی: میرا نہیں خیال کہ یہ امریکہ کی دلچسپی کا معاملہ ہوگا یا اس کی ترجیحات میں شامل ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ پرویز مشرف پاکستانی افواج کے سپہ سالار رہے ہیں اور جو کچھ انہوں نے کیا، ان کے پاس طاقتور ادارہ فوج کا ہی تھا لہٰذا حتمی بات یہی ہے کہ ان کو فوج نے ہی Rescue کیا ہے اور اس کی طاقت کے زور پر باہر جانے میں کامیاب رہے ہیں۔

سوال: پرویز مشرف بیماری کا بہانہ بنا کر آخری چند دنوں میں بار بار ہسپتال گئے جبکہ دوبئی پہنچتے ہی بالکل تندرست ہو گئے ہیں اور اپنی سیاسی مصروفیات شروع کر دی ہیں۔ ایک سابق آرمی چیف کا اس طرح غلط بیانی کر کے باہر جانا بحیثیت ادارہ فوج کی بدنامی کا باعث نہیں ہے کیا؟

حفیظ اللہ خان نیازی: غداری کے مقدمے کی سماعت کے لیے باقاعدہ عدالتی کمیشن بنتے ہی پرویز مشرف ہسپتال چلے گئے تھے اور پھر عدالت کے ساتھ اچھی خاصی کشمکش کے بعد عدالت کو زچ کرتے ہوئے وہ ہسپتال میں داخل رہے۔ پھر جب پولیس عدالت میں پیش کرنے کے لیے ان کو گرفتار کرنے گئی تو فوج ہی ان کو لے کر اپنے ادارے میں چلی گئی تھی تو اس وقت فوج بدنام نہیں ہوئی۔ ہم اس کا بخوبی مظاہرہ پہلے بھی دیکھ چکے ہیں۔ یہ ان کا پرانا طرزِ عمل ہے کوئی نئی بات نہیں ہے۔

سوال: پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں پرویز مشرف کو گارڈ آف آنر دے کر رخصت کیا تھا لیکن اب جبکہ نواز حکومت نے انہیں باہر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے تو وہ ملک گیر سطح پر حکومت کے خلاف احتجاج کی پلاننگ کر رہی ہے۔ پیپلز پارٹی ایسا طرز عمل کیوں اپنا رہی ہے؟

حفیظ اللہ خان نیازی: اگرچہ حکومت میں آ کر ترجیحات بدل جاتی ہیں لیکن حقیقت میں اپوزیشن کو سارا پتا ہوتا ہے کہ اندر کیا کھیل ہو رہا ہے۔ بلکہ اب تو پاکستان کے عام آدمی کو بھی پتا ہے کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہے؟ چنانچہ پیپلز پارٹی جو خود کرتی رہی ہے مسلم لیگ (ن) نے بھی وہی کیا ہے۔ جب مشرف صاحب صدر تھے تو ن لیگ کے لوگ کالی پٹیاں باندھ کر ان سے حلف لیتے رہے۔ بنیادی طور پر یہ جو کر رہے ہیں یہ صرف اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش ہے۔ اسی طرح پیپلز پارٹی بھی جو کچھ کر رہی ہے اس سے وہ لوگوں کو مطمئن نہیں کر سکتی، نہ اس سے وہ کوئی سیاسی فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی اس سے وہ مسلم لیگ کو کوئی سیاسی نقصان پہنچا سکتے ہیں، چاہے وہ جتنی مرضی تقریریں کر لیں۔ چونکہ ہمارے ہاں سیاست ہوتی ہی غیر سنجیدہ ہے۔ لہٰذا یہ بھی پاکستانی سیاست کا ایک مزاحیہ پروگرام چل رہا ہے اور اس میں بے شرمی ساری سیاسی جماعتوں اور سیاستدانوں کی ہے کہ یہ پاکستان کے عوام کو کسی طرح درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔ کہیں یہ تاثر نہیں ملتا کہ حکمران جو کچھ کر رہے ہیں وہ عوام کے جذبات کی عکاسی ہے۔

سوال: پرویز مشرف نواز شریف کے دورِ حکومت میں واپس آئیں گے یا نہیں؟

حفیظ اللہ خان نیازی: میرے خیال میں یہ چوائس پرویز مشرف کو ہی دے دینی چاہیے۔ اگر ان کا دل چاہا تو آ جائیں گے۔ ابھی تو وہ بڑے عرصے بعد گئے ہیں، وہاں پر اپنے آپ کو سیٹ کریں گے، وہاں سے کوئی سیاسی بیانات دیں گے، مختلف مواقع پر حکومت کو آڑے ہاتھوں لیں گے اور جس دن ان کی طبیعت مان گئی تو جس طرح حکومت نے دلجمعی کے ساتھ انہیں رخصت کیا ہے اسی طرح وہ آ بھی جائیں گے۔

سوال: بیگ صاحب! جیسے حفیظ اللہ خان نیازی صاحب فرما رہے ہیں کہ جب پرویز مشرف کا دل چاہے گا وہ پاکستان واپس آ جائیں گے۔ دوسری بات انہوں نے یہ فرمائی کہ حکومتوں کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں، حکومت میں رہ کر جو کچھ وہ کرتے ہیں، اپوزیشن میں جاتے ہی ان کا موقف اس کے خلاف ہو جاتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومتیں، سیاسی جماعتیں اور عدالتیں کبھی اس نظریہ ضرورت سے جان چھڑا پائیں گی؟

ایوب بیگ مرزا: ہمارے سیاسی یا فوجی حکمرانوں کا مفاد صرف اقتدار تک محدود ہوتا ہے، ملی یا دینی مفاد تو بہت ہی بلند شے ہے، اس کی طرف تو شاید وہ دیکھتے بھی نہیں لیکن ان کا مفاد قومی بھی نہیں ہوتا۔ اب بھی ہو گیا ہے کہ اگر نواز شریف آنے والے وقت میں کمزور پڑے اور ان کی حالت مزید دگرگوں ہوئی تو پرویز مشرف بھاگے بھاگے واپس آئیں گے اور اگر نواز شریف حکومت مضبوط اور مستحکم ہوگی تو پرویز مشرف کسی صورت واپس نہیں آئیں گے۔ جہاں تک وزیر داخلہ نے بیان دیا ہے کہ ''ہم انہیں انٹرپول کے ذریعے واپس لائیں گے'' تو اس سے بڑا مذاق کوئی ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے آرمی چیف کو انٹرپول کے ذریعے لے کر آئیں۔ یہ اس طرح بات کرتے ہیں کہ جیسے باقی ساری دنیا احمق ہے۔ ان کا جھوٹ تمام حدیں کراس کر چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو سیاسی معاملات میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے سیاست کو بالکل ایک مزاحیہ کھیل بنایا ہوا ہے کہ کوئی کیا بیان دیتا ہے اور کوئی کیا اور انہیں پرواہ ہی نہیں کوئی کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے اور دنیا میں اس سے ہمارا کیا امیج سامنے آئے گا۔

ڈونلڈ ٹرمپ بحیثیت صدارتی اُمیدوار

سوال: رضاء الحق صاحب! ڈونلڈ ٹرمپ کی شخصیت کو آپ Overall کیسے Describe کریں گے؟

> مغرب نے مرد وزن کی برابری کی بنیاد پر جو نظام وضع کیا ہے اس سے گھر ایک ادارہ نہیں رہتا بلکہ ایک ''بورڈنگ ہاؤس'' بن جاتا ہے۔

رضاء الحق: ڈونلڈ ٹرمپ ایک بہت امیر شخصیت ہے۔ امریکہ میں ڈزنی لینڈ کمپنی کی اونر شپ ٹرمپ کے پاس ہے۔ اسی طرح ڈونلڈ ٹرمپ کے نام سے ان کے انٹرٹینمنٹ رزارٹس ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے بہت سارے Casinos بھی ہیں اور امریکی فوب میگزین کے مطابق یہ امریکہ کے 17 ویں امیر ترین شخص ہیں۔ اگر ان کی شخصیت کو ان کے بزنس اور سیاسی فیصلوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو ہمیں ایک چیز صاف نظر آتی ہے کہ یہ انتہائی انتہا پسند اور ''آؤٹ سپوکن'' شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی آراء بہت سارے معاملات میں متضاد ہوتی ہیں اور یہ نسل پرستی کو خاص طور پر سلوگن اور بیانیہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے سیاسی کیریئر میں ہمیں کوئی مستقل مزاجی نظر نہیں آتی۔ یعنی کبھی ایک پارٹی جوائن کرتے ہیں، اس کو چھوڑ دیتے ہیں، پھر دوبارہ اسی پارٹی میں جاتے ہیں، پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ 1987ء میں یہ ایک ڈیموکریٹ تھے۔ اسی سال چھلانگ لگا کر ریپبلکن ہو گئے۔ 1999ء میں ریپبلکن پارٹی چھوڑ کر Anti State Reform پارٹی کی ممبر شپ اختیار کرتے ہیں۔ 2001ء میں پھر ڈیموکریٹک پارٹی میں آ گئے۔ 2009ء پھر چھوڑ دی اور 2011ء تک آزاد رہے۔ 2011ء سے اب تک یہ پھر ری پبلکن ہیں اور اس وقت صدارتی اُمیدوار کی دوڑ میں شامل ہیں۔

سوال: مسلم دشمنی کے حوالے سے ان کے نظریات و خیالات بہت واضح ہیں جن کا اظہار یہ اپنی تقریروں میں بھی کرتے ہیں۔ یہودیوں کے حوالے سے یہ کیا خیالات رکھتے ہیں؟

رضاء الحق: ان کے امریکن اسرائیلی برادری اور یہودی لابی سے بہت گہرے تعلقات ہیں۔ اس حد تک کہ ان کی اپنی بیٹی اور نواسی دونوں یہودی ہیں۔ خود یہ کرسچن ہیں۔ ان کی بیٹی زائنسٹ یہودی ہے اور یہ بنیادی طور پر Zionist Jews کی نمائندگی کرتے ہیں۔

سوال: جیسے مسلمانوں کے خلاف یہ بہت زیادہ آؤٹ سپوکن ہیں کیا یہودیوں کے خلاف بھی کبھی انہوں نے اس انداز سے بات کی ہے؟

رضاء الحق: دیکھئے! امریکی صدارتی انتخابات کی دوڑ میں یہودی لابی بہت مضبوط ہوتی ہے۔ اس لیے کبھی کسی اُمیدوار نے یہودیوں کے خلاف بات نہیں کی۔ اب ہوا یہ کہ ڈونلڈ ٹرمپ نے جو یہ کہا کہ امریکہ میں مسلمانوں کے داخلے پر پابندی لگا دی جائے تو اس پر دوسرے ممالک کے وزرائے اعظم نے افسوس کا اظہار کیا جن میں اسرائیلی وزیراعظم بنیامین نیتن یاہو بھی شامل ہیں۔ تو اس کے ردعمل میں ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا کہ میں جب تک صدر نہیں بن جاتا اسرائیل نہیں جاؤں گا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے حوالے سے ڈونلڈ ٹرمپ کے موقف سے اسرائیل اور نیتن یاہو کو مشکلات پیش آ سکتی ہیں۔

سوال: اگر خدانخواستہ ڈونلڈ ٹرمپ امریکہ کے صدر بن جاتے ہیں تو کیا وہ مسلم دشمنی اور نسلی تعصبات پر مبنی اپنے نظریات کو Implement کر پائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: وسیم صاحب! آپ کے سوال میں جن خدشات کا اظہار ہے، اس کے برعکس میں کہوں گا کہ خدا کرے کہ ڈونلڈ ٹرمپ امریکہ کا صدر بن جائے۔ اس لیے کہ گزشتہ نصف صدی کی امریکی تاریخ کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ ہر وہ امریکی صدر یا انتخابی امیدوار جس کی Reputation پرو مسلم یا پرو پاکستان رہی اس نے پاکستان کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ مثال کے طور پر نکسن بہت زیادہ پرو پاکستان تھا لیکن سب سے زیادہ نقصان اس نے پاکستان کو پہنچایا ہے۔ جان کیری کو تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ پاکستانی ہے لیکن اس سے بڑھ کر امریکہ میں پاکستان کا عملی طور پر دشمن کوئی نہیں

ہوگا۔ لہٰذا اسلام اور پاکستان کو ٹرمپ سے زیادہ خطرہ میں ہیلری کلنٹن سے محسوس کرتا ہوں حالانکہ وہ ایک Soft Spoken ہیں۔ میں اپنی بات کو اس طرح Equate کرتا ہوں کہ ہندوستان میں بی جے پی اور نریندر مودی اینٹی اسلام اور اینٹی پاکستان ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ کانگریس نے پاکستان کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ بی جے پی نہیں پہنچا سکی۔ اسی طرح کا معاملہ امریکہ کا بھی ہے کہ وہاں کی پرو پاکستانی قیادت نے جتنا نقصان پہنچایا ہے وہ اینٹی پاکستان قیادت نے نہیں پہنچایا۔

سوال: کیا یہ ممکن ہے کہ ہیلری کلنٹن کو جتوانے کے لیے جان بوجھ کر اس کے مقابلے میں ایسا کمزور اور متنازع اُمیدوار کھڑا کر دیا گیا ہو؟

ایوب بیگ مرزا: ڈونلڈ ٹرمپ کو آپ کمزور نہیں کہہ سکتے البتہ متنازع ضرور ہے تاہم مجھے اس بات میں وزن محسوس ہوتا ہے کہ اس دفعہ ہیلری کلنٹن کا راستہ صاف کیا جا رہا ہے اور آپ دیکھ لیجئے گا کہ انسانیت، عالمی امن اور پاکستان کے لیے ہیلری کلنٹن ٹرمپ سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوں گی۔ ٹرمپ کا معاملہ بالکل صاف ہے، وہ منافقت نہیں کرتا، وہ کہتا ہے ISIS امریکہ نے بنائی۔ کوئی اور آدمی امریکہ میں یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کبھی؟ وہ کہتا ہے شام میں امریکہ جو کر رہا ہے غلط کر رہا ہے۔ وہ اسلام دشمنی اور نسلی تعصب کا کھل کر اظہار کر رہا ہے اور آپ یاد رکھیں کہ جو دشمن سامنے آ کر للکارے وہ کبھی اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا بہ نسبت اس کے جو میٹھی میٹھی باتیں کرے اور بظاہر انسانیت کے لیے بڑی ہمدردی کا اظہار کرے۔ جہاں تک ٹرمپ کے اپنے خیالات کو Implement کرنے کا تعلق ہے جیسے اس کا کہنا ہے کہ وہ مسلمانوں کو امریکہ میں داخل نہیں ہونے دے گا، میکسکو کے خلاف دیوار بنا دینی چاہیے، امریکہ میں امیگریشن کے قوانین کو سخت ترین کرنا وغیرہ، یہ صرف باتیں ہوتی ہیں۔ جب ایک شخص اقتدار میں آتا ہے تو وہ اکیلا نہیں آتا بلکہ پورا ایک سیٹ اپ پہلے سے موجود ہوتا ہے جس کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔

سوال: آپ کا خیال ہے کہ اقتدار میں آ کر ڈونلڈ ٹرمپ جیسا متعصب انسان بھی ماڈریٹ ہو جائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: اسے ماڈریٹ ہونا پڑے گا۔ اس کے پاس دوسرا کوئی حل ہی نہیں ہے۔ اگرچہ امریکن صدر کی شخصیت اور اس کے خیالات کچھ حد تک اثر انداز ہوتے ہیں لیکن ایسا زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 فیصد تک ممکن ہے۔ باقی وہاں کی اسٹیبلشمنٹ اور بیوروکریسی پہلے سے جو پالیسیاں طے کر دیتی ہے ان کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ صدر کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک دم دوسرا موقف اختیار کر کے شمال سے جنوب میں پہنچ جائے۔ اسے بڑی آہستگی کے ساتھ اپنے خیالات کو عملی شکل دینا پڑتی ہے کیونکہ پالیسی میکرز اتنی آسانی سے ایسا نہیں کرنے دیتے۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ کی پوری الیکشن مہم میں نسلی تعصب بہت زیادہ ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ امریکی معاشرہ اس طرح کے نسلی تعصب کا متحمل ہو سکتا ہے؟

رضاء الحق: جیسا کہ بیگ صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر پالیسیاں صرف وائٹ ہاؤس میں نہیں بنتیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ اگر صدر بن بھی جاتا ہے تو پینٹا گون کی ایک علیحدہ Decision Power ہے۔ کانگریس میں یہودی لابی کا سب سے زیادہ Hold ہے۔ پینٹا گون کے کچھ آفیشلز اور CIA اہلکاروں نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر ٹرمپ صدر بن گیا تو ممکن ہے امریکن ملٹری اس کے آرڈرز کو فالو نہ کرے۔ اسی طرح اکانومسٹ میگزین کے انٹیلی جنس یونٹ نے چند دن پہلے اپنی فہرست میں ظاہر کیا ہے کہ دنیا کے تین بڑے threats میں سے تیسرا بڑا threat ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکن صدر بننا ہے۔

> ہمارے سیاسی یا فوجی حکمرانوں کا مفاد صرف اقتدار تک محدود ہوتا ہے، ملی یا دینی مفاد تو بہت بلند شئے ہے، ان کا مفاد قومی بھی نہیں ہوتا۔

سوال: In the long run اس نسلی تعصب کو لے کر ڈونلڈ ٹرمپ امریکن معاشرے میں چل سکتا ہے؟

رضاء الحق: اگر وہ نسلی تعصب کو Long run میں لے کر چلنے کی کوشش کرے گا تو امریکہ میں فساد پیدا ہوگا کیونکہ امریکی معاشرے میں لاطینی بھی ہیں، افریقی بھی ہیں، وائٹ اور ایشین بھی ہیں، ڈونلڈ ٹرمپ کے پروگرام کے مطابق اگر ان کو ایک دوسرے کے خلاف کھڑا کر دیا جائے یا ان لوگوں کو نکال باہر پھینکا جائے یا ان کے خلاف بیانات دیئے جائیں تو اس کے بہت برے اثرات مرتب ہوں گے۔ اتنے غیر سنجیدہ شخص کو امریکن صدر بننے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

حقوق نسواں بل

سوال: ایوب بیگ صاحب! حقوق نسواں بل پر آج کل بڑی بحث چل رہی ہے۔ نواز شریف صاحب نے بھی حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی بنا دی ہے، دینی جماعتوں نے بھی متحد ہو کر ایک کمیٹی بنائی ہے اور سفارشات مرتب ہو رہی ہیں۔ حقوق نسواں بل کا مجموعی طور پر جائزہ لیں تو یہ آپ کو اسلام سے کتنا قریب نظر آتا ہے اور جو تجاویز آ رہی ہیں ان کی روشنی میں اس بل میں کوئی ترمیم ہو سکے گی یا نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: وسیم صاحب 1973ء کے آئین میں جب سے یہ شق آئی ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی تو ہمارے سیاستدانوں کو مصیبت پڑی ہوئی ہے یا انہوں نے عوام کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے۔ وہ قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی تو نہیں کر سکتے البتہ قانون سازی کرتے وقت ہیرا پھیری سے ضرور کام لیتے ہیں۔ اس انداز سے قانون سازی کی جا رہی ہے کہ آپ یہ کہہ نہیں سکتے کہ فلاں شق اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں انسان کے تین اجتماعی گوشوں کو بیان کیا گیا ہے۔ سیاسیات اور معیشت کے کچھ اصول دیئے گئے ہیں۔ لیکن معاشرت کے معاملات قرآن مجید میں انتہائی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ گویا قرآن پاک نے اس مسئلے کو ایک بنیادی مسئلہ اور گھرانے کو ایک بنیادی یونٹ قرار دیا ہے۔ قرآن پاک نے گھر کا سربراہ مرد کو قرار دے کر واضح کر دیا کہ گھریلو معاملات کو طے کرنے میں کس کی بات چلے گی۔ مرد کو کفیل بنا دیا یعنی یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ عورت کی ہر قسم کی ضرورت پوری ہو۔ یعنی ایک طرف قانونی حیثیت میں مرد کو عورت سے بالاتر قرار دیا اور دوسری طرف نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے معاملے میں تم میں سے سب سے اچھا ہوں“۔ یعنی اسلام اس طرح سے تربیت کر کے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کے قریب کرتا ہے اور ان کے درمیان محبت وہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اگر شوہر اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو کچھ لوگ مرد کی طرف سے اور کچھ عورت کی طرف سے آئیں اور مصالحت کرا دی جائے۔ لیکن یہ قانون کہتا ہے کہ جونہی کوئی جھگڑا پیدا ہو تو دونوں کو الگ الگ کر دو تا کہ مصالحت کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے اور دشمنی میں اضافہ ہو۔ یہ اصل میں دونوں فریقین کو مد مقابل لانے اور نفرت پیدا کرنے والی بات ہے۔ جبکہ اسلام میں اگر ایک طرف قانون ہے کہ مرد گھر کا سربراہ ہے تو دوسری طرف آپ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی دو بچیوں کو پال پوس کر ان کی شادی کر دی وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ یہ تربیت کا انداز ہے کہ کس طرح گھر میں محبت پیدا کی جائے۔ جبکہ اس متنازعہ قانون کے مطابق دیکھیں تو اگر گھر کا بزرگ بیٹھا ہوا ہے اور بچے کوئی غلط حرکتیں کر رہے ہیں، وہ انہیں جھڑکتا ہے یا گھور کر دیکھتا ہے تو شاید وہ اس قانون کی زد میں آ جائے۔

سوال: گھریلو تنازعات کے حل کے لیے اسلام ہمیں کیا

احکامات دیتا ہے اور حقوق نسواں بل اس کے کتنا قریب ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اصل مسئلہ یہ ہے کہ گھر کو ہم ایک فیملی یونٹ سمجھتے ہیں۔اس کا ایک سربراہ ہوتا ہے اور باقی اس کی اطاعت کرتے ہیں۔اسلام کے گھریلو نظام میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام (ذمہ دار) بنایا ہے۔سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (آیت:34)

اس آیت کے شانِ نزول میں تفسیر عثمانی میں حضرت شیخ الہندؒ لکھتے ہیں کہ ایک صحابیہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ بہت زیادہ بدتمیزی کی تو صحابیؓ نے ایک طمانچہ مارا۔اس خاتون نے اپنے والد کے سامنے فریاد کی۔اس کا والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے شکایت کی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شوہر سے بدلہ لے لے یعنی وہ بھی اس کو طمانچہ مارے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا ہم نے ایسا کرنا سمجھا لیکن اللہ نے جو فرمایا وہ یقیناً بہتر ہے اور پھر بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ مرد عورتوں پر قوام بنائے گئے ہیں۔جیسے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ یعنی جو بھی مالک ہوتا ہے کسی ادارے کا، اس کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنے Employees میں سے جس کو چاہے جنرل منیجر بنائے۔تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے مرد کو گھر کا سربراہ بنایا ہے اور عورت کو اس کے ماتحت کر دیا۔پھر یہ بھی فرمایا کہ

''نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی امانت کی حفاظت کرنے والیاں ہیں'' (النساء:34)

پھر فرمایا کہ اگر عورتیں سرکشی کریں تو انہیں سمجھاؤ، پھر ان سے بستروں میں علیحدگی اختیار کرو اور پھر ادب سکھانے کے لیے مارو بھی۔لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس مار کے بارے میں جو پابندیاں لگائی ہیں وہ بس ایک ٹوکن سزا ہی ہے کہ ایسی مار نہ مارو جس سے جسم میں نشان پڑ جائیں۔ چہرے پر نہ مارو۔ اصل بات یہ ہے کہ مغرب نے جو ایک نظام وضع کیا ہے وہ مرد و زن برابری کی بنیاد پر ہے۔ اس سے گھر ایک Institution نہیں رہتا۔ بلکہ ایک بورڈنگ ہاؤس بن جاتا ہے جہاں بہت سے لوگ اکٹھے رہ رہے ہوتے ہیں، اکٹھے کھاتے پیتے ہیں اور سوتے جاگتے ہیں لیکن ان کا آپس میں رشتہ نہیں ہوتا جبکہ گھر میں رہنے والے لوگ آپس میں ایک رشتے میں منسلک ہوتے ہیں۔ایک شوہر ہے، ایک بیوی ہے، ان کے بچے ہیں اور اس پورے گھر کا اللہ تعالیٰ نے قوام (ذمہ دار) مرد کو مقرر کیا ہے۔

سوال: کیا ہمارا آئین ریاست کے کسی ایک حصہ میں الگ سے قانون سازی کی اجازت دیتا ہے؟ جیسا پنجاب میں یہ قانون بنا ہے کسی اور صوبے میں نہیں بنا؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اس کا تعلق ہمارے دین کے ساتھ نہیں بلکہ آئین کے ساتھ ہے۔آئین میں فیڈرل لاز علیحدہ ہیں اور صوبائی قوانین علیحدہ ہیں۔ دنیا میں جمہوری نظام میں ایسے ہی ہوتا ہے۔امریکہ میں ہر ریاست کا اپنا قانون ہے جبکہ فیڈرل لاز اور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے قوانین نہیں بننے چاہییں جن سے اللہ و رسولؐ کی نافرمانی ہو۔اسلام نے جو سمت دی تھی کہ مرد گھر کا سربراہ ہے اور یہاں قانون بن رہا ہے کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں اور مرد قوام نہیں ہے۔

سوال: دینی جماعتیں اس بل کو خلاف آئین و شریعت قرار دے رہی ہیں۔کیا وہ اپنی سفارشات مرتب کر کے اس بل میں ترمیم لا سکیں گی؟

ایوب بیگ مرزا: یہ تو ایک مجموعی فیصلہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ الحمدللہ تمام مسالک اس پر متفق ہیں کہ یہ بل غیر اسلامی ہے۔ چنانچہ اس بل کے خلاف 27 مارچ کو خواتین نے ایک ریلی نکالی ہے اور 27 مارچ کو ہی حکومت کو ڈیڈ لائن دی گئی ہے کہ اس بل کو واپس لے لے۔ 2 اپریل کو تمام دینی جماعتوں کا ایک اجتماع اسلام آباد میں منعقد ہو رہا ہے جس میں اس حوالے سے ایک لائحہ عمل مرتب ہوگا۔ دینی جماعتوں کا موقف یہ ہے کہ حکومت اس بل کو پہلے واپس لے اور ہمارے ساتھ مل کر سفارشات مرتب کرے یعنی ہم آپ کو اس حوالے سے ایک بل بنا کر دیں گے اور آپ اس کو نافذ کریں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: آداب معاشرت

لیے بہترین طرزِ عمل اختیار کرنے والا ہوں''۔میاں بیوی کے درمیان پیار و محبت کی فضا قائم رکھنا، گھر کے ادارے کو مستحکم رکھنے کے لیے ضروری ہے مگر اس کی بھی ایک حد ہے۔اگر کوئی شوہر بیوی کی رضا جوئی کے لیے اس حد تک چلا جائے کہ شریعت کے احکام ٹوٹنے لگیں تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارے معاشرے میں حرام خوریوں اور رشوت ستانیوں کے پیچھے اکثر اسی طرح کے معاملات ہوتے ہیں کہ شوہر بیویوں کی بے جا فرمائشوں کے لیے حلال وحرام کی تمیز بھی کھو بیٹھتے ہیں۔

ہمارے عوام بھی کالانعام ہیں۔اگر وہ باشعور ہوتے تو اپنے نمائندوں کا محاسبہ کرتے۔وہ اپنے نمائندوں سے یہ تو پوچھتے کہ ہم نے تمہیں اپنے گھر کے نظام کو تباہ و برباد کرنے کے لیے تو ووٹ نہیں دیئے تھے۔اگر ان نام نہاد عوامی نمائندوں کو اپنے ووٹروں کا خیال ہوتا تو وہ ہرگز یہ بھونڈی حرکت نہ کرتے۔ان کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان کے ووٹر ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ تم ہمارے گھروں کو کیوں تباہ کرنے جا رہے ہو۔سوچیے! جس گھر میں بیوی میاں کو دھمکی دے کہ تم نے اگر میرے معاملات میں مداخلت کی تو میں تمہیں جیل بھجوا دوں گی، وہ گھر قائم رہ سکے گا۔ایسے گھر میں والدین اور اولاد کے درمیان خوشگوار تعلقات برقرار رہ سکیں گے۔ہمارے قومی نمائندوں کی عقلیں کہیں چرنے کے لیے گئی ہوئی تھیں، ورنہ اس طرح کی لایعنی قانون سازی کرتے ہوئے وہ تھوڑی دیر کے لیے ضرور سوچتے کہ وہ قوم کے ساتھ یہ بھونڈا مذاق کیوں کرنے جا رہے ہیں۔ ہمارے عوام بھی بھولے ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ ان کے نمائندے ان کے ساتھ کیا ہاتھ کر گئے ہیں۔لگتا ہے دینی حمیت و غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے، ورنہ عوام اپنے اپنے حلقے کے نمائندوں کے گھروں کا محاصرہ کرتے کہ تم کو ہم نے اقتدار کے ایوانوں تک اس لیے نہیں پہنچایا تھا کہ تم ہماری دینی اقدار پر وار کر کے ہمارے گھروں کو ہی اجاڑ دو۔

اگر مغرب کے مسلط کردہ ایجنڈے کو مسلمانانِ اسلامی جمہوریہ پاکستان نے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا تو گویا ہم صرف بیوی کو نہیں اپنی اولاد خاص طور پر اپنی بیٹیوں کو بھی یہ حق دے رہے ہیں کہ وہ والدین کے پند و نصائح کو پاؤں تلے روند کر آزادی سے گھومتی پھیریں کیونکہ اس بل میں خاص طور پر درج ہے کہ عورتوں کے آزادانہ کردار پر مرد کوئی قدغن نہیں لگا سکیں گے لہٰذا سرزنش کرنے پر والدین کو تھانے کے چکر کاٹنے پڑیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس انجام بد سے بچائے۔کیا ہم اب بھی نہیں جاگیں گے تاکہ اس مملکت خداداد میں اسلامی اقدار کا احیاء کریں۔اس سے پہلے کہ ہم کسی بڑی آزمائش سے دوچار ہوں، آیئے کہ اسلام کے عادلانہ نظام کی تنفیذ کے لیے جدوجہد کریں اور اسلام کے سماجی، معاشی اور سیاسی نظام کو قائم کریں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔

آخر میں ہم پارلیمان میں اسلام کی نمائندگی کرنے والوں سے بھی یہ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں کہ وہ حقوق نسواں بل کے حوالے سے کیا لائحہ عمل اختیار کریں گے؟ ان کا تو پارلیمان میں بیٹھنے کا جواز ہی یہ ہے کہ وہ خلاف اسلام قانون سازی نہیں ہونے دیں گے۔ آئین میں واضح طور پر درج ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی نہیں ہو سکتی گویا خود اسمبلی نے آئین شکنی کا مظاہرہ کیا۔اگر ان کی موجودگی میں غیر اسلامی قوانین پاس ہوتے ہیں تو انہیں ایسے پارلیمانوں کو خیرباد کہہ کر عوام کی تعلیم و تربیت پر سارا وقت لگانا چاہیے اور مناسب وقت آنے پر عوام کی طاقت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی سعی کرنی چاہیے۔

قرآن وسنت کی غیر مشروط آئینی برتری قائم کرو!

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ

قرآن وسنت کی رو سے یقیناً یہ واشگاف، دوٹوک مطالبہ سب سے پہلے مالک دو جہاں اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ بعد میں یہ مطالبہ ملک کی کم وبیش نوے فیصد عوام کا ہے جن کو موجودہ استحصالی نظام نے تحفظِ جان و مال، عزت وآبرو، دو وقت کی روٹی، سر چھپانے کے لیے چھت، روزگار، علاج معالجے اور تعلیم کی سہولتوں سے محروم کر دیا ہے۔ بنیادی انسانی حقوق سے محرومی کا یہ ہولناک ستم اُس ملک میں ہو رہا ہے جس کے حصول کی خاطر برٹش ہندوستان اور بعد کے کانگریسی ہندوستان میں عاشقانِ پاکستان کے نعرہ "لے کے رہیں گے پاکستان۔ بٹ کے رہے گا ہندوستان، بن کے رہے گا پاکستان" کے جوابی نعروں "مسلمانوں کے دو استھان، قبرستان یا پاکستان" کی گونج میں ہندوستان کے لاکھوں مسلم خاندانوں کے جسموں کو ہندوؤں کی لاٹھیوں اور سکھوں کی تلواروں نے کاٹ پھاڑ دیا اور آج بھی یہی کاٹ مار ہندوستان کے کئی علاقوں میں ہو رہی ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں نے کم وبیش ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ سرزمینِ ہندوستان نے مسلمانوں کو جائیدادیں، زمین، کاروبار، مساجد، قبرستان اور سبھی کچھ تو دیا۔ گنگا، جمنا، چمبل، نربدا کی ندیوں نے ان کو اور ان کی زمینوں کو میٹھا پانی پلایا۔ ہندوؤں نے بھی یہی کہا کہ مسلمانو! تمہیں سبھی کچھ تو سرزمینِ ہندوستان نے دیا تو پھر یہ نعرۂ پاکستان کیوں؟ مگر قرآنی اُمت کا مسئلہ یہ ہے کہ اُس کا دین (کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ) تمام دینوں اور مذاہب پر مکمل غلبہ و نفاذ چاہتا ہے اور خود Super Constitution ہونے کا دوٹوک اعلان کرتا ہے۔ اللہ کا کلمہ پڑھ کر قرآنی اُمت نے اللہ عزوجل کے ساتھ سودا کر لیا ہے۔ اب سارا جہاں قرآنی اُمت کے لیے ہے اور قرآنی اُمت خدا کے لیے ہے۔ قرآنی اُمت کے لیے لازم ہے کہ وہ زندگی کے سبھی معاملات قرآن کے احکام و سنت رسول ﷺ کے طریقے پر چلائیں اور اسے ہی عدالتوں، پولیس تھانوں، محکموں، گلیوں وحکومتی دفاتر میں غالب اور نافذ کرائیں۔ یہ سب کچھ کانگریسی، بی جے پی اور مودی والا ہندوستان، مسلمانوں کو نہیں دے سکا۔ اسی لیے قرآنی اُمت کا مطالبۂ پاکستان درست تھا۔ قرآنی اُمت کو ہندوستان میں مسلمانوں کے آباد کیے گئے سینکڑوں شہروں، قلعوں، حویلیوں، محلوں، بازاروں، گنگا، جمنا وندا کے پانی سے سیراب ہونے والی اور سونا اُگلنے والی زمینوں، دہلی کے قطب مینار و آگرہ کے تاج محل سے کیا لینا دینا؟ یقیناً وہ قرآنی اُمت ہی کی میراث ہیں۔ اسی وجہ سے قرآنی اُمت کے عاشقانِ پاکستان اپنے آباء واجداد کی زمینیں، جائیدادیں، محل، دوکانیں اور قبرستان چھوڑ کر اپنے کٹے، ٹوٹے جسموں پر ہندوؤں اور سکھوں کی تلواروں کے زخم سجائے، بہن، بیٹیوں اور ماؤں کی عصمتیں لٹائے، زخموں سے بہتے خون اور آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ سرزمین پاکستان پر پہنچ کر سجدۂ شکر میں گر گئے۔ یہ عظیم قربانیاں، جائیداد اور نوکریوں کے نہیں بلکہ صرف اس اُمید کے لیے تھیں کہ قرآن کے ترازو میں تل کر ہمارا حق ہمیں مل جائے اور قرآن کے ترازو میں تل کر ہم سے دوسرے کا حق لیا جائے۔

ہونا تو یہی چاہیے تھا مگر کاتبِ تقدیر کو یہ منظور نہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد اپنی پہلی اور اپنی ہر تقریر میں قائداعظم کلمۂ شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھا کر اللہ عزوجل اور پاکستان کے عوام کو گواہ بنا کر یہ دوٹوک اعلان کرتے (اے کاش) کہ "قرآن وسنت ہی پاکستان کا تا قیامت سپریم لاء اور Super Constitution ہوگا اور پاکستان کا پورا آئین قرآن وسنت کے طابع ہوگا"

لیکن اتنی اچھی ہماری قسمت کہاں تھی۔ اربابِ سیاست وحکومت واختیار، ریاستی وسائل، ملکی وعوامی دولت کو لوٹنے میں جت گئے اور آج تک یہ لوٹ جاری ہے اور اس طرح اب تک عوام کا خواب پورا نہ ہو سکا۔

آئے تھے دوسرے گلشن سے اس نئے گلشن میں
ایک خواب بہاراں دل میں سجا ہے
کب پھول جھڑے، کب گرد اُڑی
کب آئی خزاں، ہمیں سب خوب معلوم ہے

ملکی بدبودار، جمہوری ٹوپی ڈرامے اور داغدار انتخابی اکھاڑوں کے سرخرو پہلوانانِ سیاست وحکومت کی استحصالی پالیسیوں پر یوں ہی عمل پیرا ہونے کا واشگاف اعلان بقول اقبال، اللہ عزوجل کی عدالت میں ابلیس ان الفاظ سے کر چکا ہے:

جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست
باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

ملکی سیاستدانوں وحکمرانوں نے دین اسلام کے ساتھ جو بڑی شان سے عرب سے نکلا تھا، کے شفاف چہرے کو پراگندہ کرنے کے نتیجے میں ہی آخرت کی تباہی کا مواد وجواز تیار کر لیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دین اللہ کو آسانی وخوشی سے برصغیر پاک وہند میں آنے نہیں دیا گیا بلکہ ہر قدم پر شدید مخالفت کی گئی۔ عثمان بن ابو العاص اُموی الثقفی گورنر بحرین وامان نے خلیفہ دوئم حضرت عمر بن الخطاب عدیؓ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے دو بھائیوں کو ہندوستان جہاں کی اکثریت پتھر کے بتوں ومورتیوں کو خدا کا درجہ دے کر اور اپنی حاجت روائی کا ذریعہ سمجھ کر اُن کے آگے سجدہ کرنے والوں کی تھی اور آج بھی ہے، کی طرف دین کی تبلیغ اور قیام ونفاذ کے لیے روانہ کیا اور خود بھی روانہ ہوئے۔ ان کے چھوٹے بھائی مغیرہ بن ابوالعاص اسلامی عرب قبائل کی کمانڈ کرتے ہوئے 15ھ (636ء) میں سندھ کے ہندو راجہ چچھ کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے سندھ کے ساحلی بندرگاہ دیبل (موجودہ بھمبور کراچی منوڑا) پر اُترے، ہندو فوج سے ٹکرائے اور بمعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔ ان کے دوسرے بھائی حکم بن ابوالعاص اپنا فوجی دستہ لے کر گجرات کی ساحلی بندرگاہ بھڑوچ میں اُترے۔ اللہ کے دین کی تبلیغ ودعوت کا فریضہ انجام دیا اور بحرین لوٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 23ھ (644ء) میں چار عرب جرنیلوں حکم بن امرالتبلغی، شہاب المذنی، سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عتبہ کی قیادت میں اسلامی فوج سندھ کو بھیجی جو مکران پر قبضہ کر کے سندھ کی طرف آگے بڑھی مگر سندھ کے ہندو راجہ راسل کی فوج نے انہیں دریائے سندھ عبور نہیں کرنے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور جرنیل ربی بن زیاد حارث کو مکران بھیجا جنہوں نے مکران پر قبضہ کر لیا اور دین اللہ کی تبلیغ شروع کی۔ 29ھ (650ء) میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن جبلاہ کی قیادت میں اسلامی فوج کو سندھ بھیجا۔ انہوں نے بھی

دین کی تبلیغ کی۔39ھ(660ء) میں حضرت علیؓ نے حارث بن مرۃ العبدی کی قیادت میں اسلامی فوج سندھ بھیجی جو بولان و قلات پر قبضہ کرتے ہوئے سندھ کی طرف بڑھی۔ راستے میں ہندو فوجوں نے انہیں اور ان کے سبھی ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ شہید حارث العبدی کے قتل کا بدلہ لینے اور سندھ و بلوچستان میں اسلامی حکومت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے خلیفہ امیر معاویہ اُموی نے 44ھ (665ء) کو مہلب بن ابی صفراء کی قیادت میں اسلامی فوج روانہ کی جو پہلی دفعہ درہ خیبر کو عبور کر کے آگے بڑھے، قلات کے ہندوؤں نے امیر معاویہ کے گورنر عبداللہ بن سمر کو 46ھ (667ء) میں قتل کر دیا۔ سہون شریف کے قریب گورنر رشید بن امرالحدیدی کو 53ھ (674ء) میں قتل کر دیا گیا۔ 56ھ (677ء) کو ایک اور گورنر سنان بن سلمہؓ شہید کر دیے گئے۔ امیر معاویہ نے منذر بن جرالعابدی کو قلات کا گورنر بنایا جنھوں نے وہاں ایک مستقل مضبوط اسلامی فوجی چھاؤنی قائم کر کے خضدار کو بھی فتح کیا۔ خلیفہ عبدالملک اُموی کے حکم پر حجاج بن یوسف اُموی نے 75ھ (696ء) میں سعید بن اسلم الاکلابی کو مکران کا گورنر بنایا مگر یہ بھی مکران میں موجود سندھ کے ہندو راجہ کی فوج کے ہاتھوں قتل کیے گئے اور بلوچستان و مکران پر دوبارہ ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم پر گورنر بصرہ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن نبہان السلامی کی قیادت میں اسلامی فوج سمندر کے راستے 90ھ (711ء) میں سندھ بھیجی۔ راجہ کی فوج نے عرب فوج کو قتل کر دیا۔ کلفٹن کراچی میں عبداللہ شاہ غازی کا مزار ڈاکٹر داؤد پوتہ کے مطابق انہی عرب جرنیل عبداللہ بن نبہان السلامی کا ہے۔ ایک اور عرب جرنیل بُدیل بن تحفا بھی اپنی فوج کے ساتھ راجہ کی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان شہداء کے قتل اور سراندیپ (سری لنکا) سے عرب جانے والے مال تجارت سے بھری عرب کشتیوں میں سوار عرب بچوں اور خواتین کی راجہ داہر کی جیل میں قید، ایک خاتون کا حجاج بن یوسف کے نام لکھے خط کی اطلاع پر حجاج نے اپنے بھتیجے 17 سالہ محمد بن قاسم کی قیادت میں اسلامی فوج کو سندھ بھیجا۔ محمد بن قاسم شیراز سے چھ ہزار کا شامی لشکر لے کر 90ھ (711ء) میں راجہ داہر کو اس کی بدمعاشی پر عبرتناک تاریخی سبق سکھانے مکران سے گزرتا ہوا دیبل، نیرن (حیدرآباد) سدوسن (سہون شریف) پر قبضہ کرتے ہوئے وہاں اسلامی حکومت قائم کرتے ہوئے، دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر آگبرار روڈ (روہڑی) کے مقام پر راجہ داہر کی ہزاروں کی کیل کانٹے سے لیس فوج سے ٹکرا گیا۔ راجہ داہر مارا گیا، ہندو فوجی قید کر لیے گئے۔ اس کے بعد عرب فوج نے برہمن آباد (سانگھڑ کے قریب) پر قبضہ کر لیا۔ دین کی تبلیغ کی۔ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کر کے ایک اللہ عزوجل کی غلامی میں داخل کرایا۔ بن قاسم نے عرب فوجی دستوں کو دین اللہ کی تبلیغ کے لیے کاٹھیاواڑ، راجکوٹ، جوناگڑھ، بھاؤنگر، پور بندر، جام نگر، امریلی، گرسومناتھ اور احمد آباد کے علاقوں میں بھیجا، کچھ فوجی دستے ملتان اور قنوج بھی بھیجے گئے۔

عربوں نے ہندوؤں کو آزادی دی کہ وہ اپنے معاملات اپنے ہندو مذہب کے مطابق طے کریں اور پورے علاقے میں شرعی قوانین و حدود کا اجراء کر دیا گیا۔ عوام کو اپنے گھروں میں ہی انصاف ملنے لگا۔ ہر طرح کے ظلم و استحصال کا خاتمہ کر دیا گیا۔ چوروں، لٹیروں کو شرعی سزائیں ملنے لگیں۔ کرشن، ارجن، گوتم بدھ اور اشوک کے وطن ہندوستان میں عوام الناس نے تاریخ میں پہلی دفعہ اسلام کے عدل اجتماعی کے آفاقی شہد کا مزا چکھا۔ اپنے گھروں سے ہزاروں میل دور، دیار غیر میں ہزاروں عرب مجاہدوں نے ایران، افغانستان، مکران، بلوچستان، سندھ و پنجاب و دیگر علاقوں میں غیر مسلموں کے مقابلے میں شہادت علی الناس، دین اللہ کو پہنچانے، قائم کرنے اور اس کے نفاذ کے فریضہ کی ادائیگی میں، اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اور اللہ کی راہ میں اپنی گردنیں کٹوائیں، جسم کٹوائے اور زخمی ہوئے تب کہیں جا کے اللہ کے فضل سے اللہ کا دین ہمیں نصیب ہوا۔ بقول اقبالؔ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی!

اور اللہ عزوجل کے الفاظ بھی سن لیجیے۔

''اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں کہ بدلے میں انہیں جنت ملے۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، پھر قتل کرتے ہیں، قتل کیے جاتے ہیں، یہ سچا وعدہ تورات و انجیل اور قرآن کے مطابق اُس کے ذمہ ہے اور کون اللہ سے زیادہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔ سو اپنے سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوشیاں مناؤ اور یہی بڑی کامیابی ہے''۔ (التوبہ:111)

ہم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے اور ہمیں یہ ایمان کی عظیم دولت مفت میں مل گئی ہے۔ ہمیں اس کے لیے اللہ عزوجل کا احسان ماننا چاہیے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ موئن جودڑو کی عبرتناک، جڑ سے کاٹی گئی بستی پر سندھ فیسٹیول کے نام پر سیاستدانوں اور حکمرانوں نے اسٹیج ڈراموں، ناچ گانوں پر عوام کے ٹیکس کے کروڑوں خرچ کیے مگر اللہ کی رضا کی خاطر اور ان عرب مجاہدوں کی یاد میں جو سندھ میں آئے اور قتل کر دیے گئے، بھنبھور اور منصورہ (برہمن آباد، ضلع سانگھڑ) کی ویران ٹوٹی وگری ہوئی مسجدوں کی چہار دیواری اُٹھا کر اور مسجدوں کی چھت بنوانے کی سعادت سے اللہ عزوجل نے صدر ایوب خان، مسٹر بھٹو، ضیاء الحق، بےنظیر، زرداری، مشرف و نواز شریف کو کیوں محروم رکھا؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

اے پاک وطن کی اولین سجدہ گاہ! تجھ کو اگر انہوں نے بھلا دیا تو کیا ہوا؟ ملکی سیاستدانوں و حکمرانوں نے تو دین اللہ کے قیام و نفاذ تک کو بھلا دیا ہے۔ دنیاوی بدبودار جمہوریت سے بالاتر بھی ہے ایک ہمہ گیر آسمانی سلطنت کی فرمانروائی، انہیں احساس نہیں۔ ہم انتظار کریں گے اُس دن کا جب اللہ کا وعدہ پورا ہو گا۔

''ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے''۔
(السجدہ:22)

انسانیت اور تمام ملکوں کی فلاح و بقا اسی میں ہے کہ وہ اپنے موجودہ آئین کی فوری اصلاح کریں۔ Re-structuring کریں اور اپنے آئین کو قرآن و سنت کے مطابق بنائیں۔ اپنے کل نظام ہائے زندگی، طرز حکومت، معاملات، حکومت، حکومتی اقدامات وانتظامی امور، عدالتی کارروائیاں اور عدالتی فیصلے، سماجی، معاشرتی و معاشی معاملات وغیرہ سبھی کچھ قرآن و سنت کے عین مطابق کریں اور قرآن و سنت ہی کے سپریم لاء اور Super Constitution ہونے کا اقرار کریں۔ اس کے بغیر اور اس سے کم پر اللہ عزوجل راضی نہیں ہے اور اگر ہمارے ملکی حکمران ایسا نہیں کرتے تو اللہ عزوجل کو ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے اور تہس نہس کرنے میں کچھ دیر نہیں لگے گی۔ کیا یہ خود کو قوم نوح، عاد و ثمود، مدین والوں سے زیادہ طاقتور سمجھتے ہیں؟

''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی گئی، پھر وہ ان سے کنارا کر گیا۔ ہم ان مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے''۔ (السجدہ:22)

اللہ تعالیٰ ہمیں کامل مومن بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

انسانیت بستر مرگ پر ہے

ذکرہ رحمان

زندگی آج بھی اسی ڈگر پر چل رہی ہے جس پر چودہ سو سال پہلے چل رہی تھی۔ وہ زمانہ جاہلیت جس کو دفن کر کے ہم بہت آگے آ گئے ہیں اور بقول ہمارے، ہماری تہذیب و ثقافت نے بہت ترقی کر لی ہے۔ وہ زمانہ، وہ معاشرت، وہ طور طریقے تو در حقیقت ہم نے کبھی ترک کیے ہی نہیں تھے ان کو دفن کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ بس فرق اتنا ہے کہ ہم ان برائیوں کو زیادہ جدید انداز میں کرتے ہیں اور اسے ہم جدت کا نام دیتے ہیں۔ روشن خیالی، جدید تہذیب و تمدن وہ ناسور ہیں جو اندر ہی اندر سے ہمیں کھوکھلا کر رہے ہیں۔ بنی نوع آدم کی راہ نمائی کے لیے جو نبی آئے وہ صرف خدا کے آگے جھکنے کا درس نہیں دے کے گئے تھے بلکہ وہ خوب صورت جذبے بھی دے کے گئے جن کے بغیر انسان کبھی بھی انسانیت کے درجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ وہ کبھی بھی مسجود ملائک کہلانے کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے جب جہالت میں ڈوبے عرب کو اسلام کی دعوت دی تو ساتھ ہی انہیں محبت، دوستی، وفاداری، ایثار اور قربانی کا بھی درس دیا۔ ان جذبوں کی فراوانی تھی کہ مواخات مدینہ عمل میں آئی۔ ان جزبوں کی بدولت ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سیدنا بلال کہا جاتا تھا۔ یہ وہ جزبے تھے جنہوں نے اس معاشرے کو ایک مثالی معاشرہ بنایا۔ اس دور کا موازنہ موجودہ دور سے کیا جائے تو بڑا واضح فرق نظر آتا ہے۔ ایسا اندھیرا نظر آتا ہے جہاں علم کی روشنی کسی کنویں میں پڑی ہو اور ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہو۔ اس جہالت کو اللہ کے نبی نے ختم تو کیا مگر ہم پھر اسی راہ پر بھاگے چلے جا رہے ہیں جس کا انجام صرف اندھیری کھائی ہے۔ وہ تمام جذبے جو انسانیت کی معراج ہیں آج لاپتہ ہیں۔ اگر موجود ہے تو صرف نفرت، حسد، دشمنی، بے وفائی اور خود غرضی۔ انسانیت بستر مرگ پر ہے اور چیخ چیخ کر التجا کر رہی ہے کہ اس کی زندگی اور رونقیں اسے لوٹا دی جائیں۔ یہ جذبے نجانے کہاں کھو گئے ہیں۔ انہیں ڈھونڈا جائے اس سے پہلے کہ انسانیت بھی ختم ہو جائے۔۔۔۔۔

اب ڈھونڈ انہیں چراغ رخ زیبا لے کر۔۔۔۔

☆☆☆

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

امریکی سینیٹ کی کمیٹی برائے خارجہ امور نے حالیہ دنوں میں ایک ترمیم کے ذریعے سرکاری نشریاتی ادارے وائس آف امریکہ کو سندھی زبان میں نشریات کے لیے 15 لاکھ ڈالر سالانہ کی گرانٹ فراہم کرنے کی منظور دی ہے۔ بل پیش کرنے والے کمیٹی کے رکن بریڈ شرمین نے Sindhi Language Communication نامی اس بل کے مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا:

”کافی سالوں سے پاکستانی حکومت صرف ایک زبان اردو پر فوکس کرتے ہوئے اسے استعمال کر رہی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سندھی زبان کروڑوں استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ سندھ صوبے کے ان کروڑوں لوگوں تک پہنچ سکیں جن کی زبان سندھی ہے یا جو سندھی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اکثریت ماڈریٹ طرز زندگی کی حامی ہے مگر اس کے باوجود وہ ہم سے اپنی آبائی زبان میں کچھ نہیں سن رہے ہیں۔

شاید ہمارے لیے دہشت گردی اور انتہا پسندی کے حوالے سے کوئی دوسرا ملک اتنا اہم نہیں جتنا کہ پاکستان۔ مگر ہم پاکستانیوں تک صرف اردو زبان کے ذریعے نہیں پہنچ سکتے۔ ہم پاکستان کے جنوبی تہائی کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ وہ سندھی زبان میں رابطہ شروع کر سکتے ہیں اگر اس کو 15 لاکھ ڈالر فراہم کیے جائیں تاکہ وائس آف امریکہ اپنی کوششوں کے سب سے ضروری حصے پر کام کر سکے یعنی پاکستان کے لوگوں تک پہنچ سکے۔ وائس آف امریکہ بہت سارے کام کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ملک جو ہمارے لیے اس وقت قومی سلامتی کے حوالے سے سب سے زیادہ اہم ہے وہاں ہم صرف ایک زبان میں پروگرام نشر کر رہے ہیں جبکہ اس کے جنوبی تہائی کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ 15 لاکھ ڈالر سالانہ کی گرانٹ ایک اچھا فیصلہ ہے۔“

☆☆☆

اہم اعلان

بسلسلہ کُلّیۃ القُرآن لاہور (قرآن کالج)

درس نظامی (8 سالہ کورس) کے درجہ اولیٰ میں داخلے کے خواہشمند طلبہ اور ان کے والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض انتظامی اور درسی وجوہ کے پیشِ نظر کلیۃ القرآن میں نئے داخلوں کی پالیسی میں اہم تبدیلیوں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق اس سال سے:

1. صرف میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔
2. داخلے رمضان المبارک کی 15 تاریخ تا شوال کی 10 تاریخ جاری رہیں گے۔
3. داخلوں کے تفصیلی شیڈول کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔
4. مفت رہائش، کھانے اور مفت تعلیم کی سہولت صرف مستحق اور ذہین طلبہ کو دی جائے گی۔
5. درس نظامی کے طلبہ کے لیے ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز کا انتظام بھی ہے۔

المعلن: پرنسپل کلیۃ القرآن، اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

رابطہ: 0301-4882395 042-35833637

حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام ملتزم رفقاء کا تربیتی اجتماع

اجتماع 19 مارچ نمازِ عشاء تا 20 مارچ نمازِ ظہر تک مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ جس کا موضوع ملتزم رفقاء کے تربیتی اہداف طے کیا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس اور معتمد حلقہ عبید احمد نے ادا کیے۔ نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد ہی ہر رفیق کو حاضری فارم کے ساتھ اجتماع میں بیان ہونے والے بعض موضوعات سے متعلق سوالنامے دیئے گئے۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز سورۃ الشوریٰ کی آیات 36 تا 43 سے کیا گیا جس کا شرف جناب عبدالغفار میمن کو حاصل ہوا۔ بعدازاں ناظم اجتماع ڈاکٹر الیاس نے رفقاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے اجتماع کے اغراض ومقاصد بیان کیے۔ اس کے بعد امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر نے ''نظم جماعت'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ اولاً آپ نے سورۃ توبہ کی آیت 118 کے ذیل میں کعب بن مالکؓ کا ایمان افروز واقعہ کا مطالعہ کروایا۔ آپ کی گفتگو کا دوسرا حصہ اجتماعات میں حاضری، غیر حاضری کی صورت میں پیشگی رخصت، شرعی عذر پر مشتمل رہا۔ ان کے بعد طرزِ معاشرت کے ذیل میں نقیب اسرہ شاہ فیصل حافظ محمد وقار نے لباس، تقویٰ، ٹیلی ویژن، کیبل اور انٹرنیٹ کے استعمال وہلاکت خیزیاں، احتیاطیں اور پابندیٔ سنت ﷺ کے موضوعات کو مختصر وقت میں بہت عمدہ انداز میں پیش کیا۔ بعدازاں ناظم رابطہ حلقہ جنوبی عبدالرزاق کوڈاوی نے اصلاح رسوم کے ذیل میں ''بدعات سے اجتناب، بے جا رسومات معاشرے پر بوجھ'' پر اثر انگیز خطاب کیا۔ رات کے سیشن کے آخری پروگرام میں مقامی امیر اولڈ سٹی جناب محمد رضوان نے ''تعلق مع اللہ'' کے موضوع کے تحت ''نمازِ تہجد کی اہمیت اور برکات'' پر گفتگو کی۔

الحمد للہ اس اجتماع کی نقد برکات تو یہ حاصل ہوئیں کہ مسجد کے مبارک ماحول میں رفقاء کرام نے نمازِ تہجد، تلاوت قرآن اور ذکر واذکار کا اہتمام کیا۔ نمازِ فجر کے بعد حلقہ کے ناظم توسیع دعوت جناب عامر خان نے تعلق مع اللہ کے تحت ایک انقلابی کارکن کے لیے نماز باجماعت، تلاوت قرآن اور دعا کی اہمیت پر تذکیری بیان کیا۔ ساتھ ہی ان امور میں تساہل پر رفیق کی ذات، اجتماعیت پر مرتب ہونے والے نقصانات کی وضاحت کی۔ ناشتہ کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت جناب حافظ عمیر انور نے دعوت دین کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے دعوت کی اہمیت وضرورت اور نہ کرنے کے نقصانات پر مدلل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ہم سے جڑیں تو ہم پر لازم ہے کہ اخلاق محمدی ﷺ کو اپنائیں۔ ان کے بعد حلقہ کے ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے مطالعہ لٹریچر کی اہمیت وضرورت کے موضوع پر ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کے ذریعہ سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد بانی محترمؒ کی کتاب ''جہاد بالقرآن اور اس کے پانچ محاذ'' پر کوئز کا پروگرام ہوا۔

وقفہ کے بعد شرعی پردہ کے موضوع پر ملیر تنظیم کے امیر راشد حسین شاہ نے فکر انگیز خطاب کیا۔ آپ نے شرعی پردہ کی وضاحت کرتے ہوئے ستر وحجاب کے فرق کو واضح کیا۔ بعدازاں تنظیم اسلامی بنوری ٹاؤن کے مقامی امیر جناب انجینئر فیصل منظور نے اہل وعیال کی تربیت کے عنوان کے تحت گھر والوں کی تربیت، گھریلو اسرہ کی افادیت، اہمیت وضرورت پر گفتگو فرمائی۔ مالی معاملات کے ذیل میں رفقاء کا آپس میں اور احباب کے ساتھ لین دین، احتیاطیں، تنظیمی اور شرعی تقاضے ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت محمد نعمان نے بیان فرمائی۔ بعدازاں بانی محترمؒ کا 15 منٹ پر مشتمل ویڈیو کلپ بعنوان ''عزیمت کا پہلو'' دکھایا گیا۔

اختتامی گفتگو امیر حلقہ نے فرمائی۔ آپ نے اولاً اللہ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی ملتزم رفقاء کی اس طویل دورانیہ کے پروگرام میں مستقل مزاجی ودلچسپی پر دلی سکون واطمینان کا اظہار کیا۔ ساتھ ہی تمام شرکاء کی طرف سے مدرسین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بھرپور تیاری اور جذبے سے اپنے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ آپ نے ملتزم بیعت کے الفاظ کا اعادہ بھی کیا اور اس کے مضمرات کو بیان کرتے ہوئے گویا اللہ سے کیے گئے عہد کی تمام رفقاء کرام کو تجدید کرائی۔ انہوں نے رفقاء کو چند اہداف بھی دیئے جس میں ماہ اپریل میں ہونے والے ملتزم تربیتی کورس میں شرکت، انفاق کی ماہانہ بنیادوں پر ادائیگی یقینی بنانے اور نظم کی پابندی کرنے کی خصوصی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اس موقع پر بانی محترمؒ کے نظریاتی ریفریشر کورس کو بھی متعارف کرایا۔ کورس کے DVD سیٹ میں ایک Data CD کا بھی اضافہ کیا گیا جس میں کورس کی مکمل فہرست اور بانی محترم کی پڑھائی گئی کتب PDF کی صورت میں جمع کی گئی ہیں۔ ہر تنظیم کو اس کورس کا ایک سیٹ تحفتاً دیا گیا۔ امیر حلقہ نے رفقاء پر زور دیا کہ جلد از جلد انفرادی یا اجتماعی مطالعہ کے ذریعہ اس کورس کی تکمیل کی جائے جو تنظیمی فکر کو سمجھنے میں ان شاء اللہ بڑی مفید ثابت ہوگی۔ اجتماع کے اختتام پر اسلام میں ستر وحجاب کے احکام پر مرکز کا تیار کردہ ہینڈ بل بھی رفقاء کرام میں تقسیم کیا گیا۔ امیر حلقہ کی دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے آخری سانس تک خلوص کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کے لیے مال اور جان لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

ضرورت رشتہ

☆ تنظیم اسلامی سے منسلک اعوان فیملی کے ایک سرکاری آفیسر کو اپنی حافظ قرآن بیٹی، عمر 28 سال تعلیم ایم فل، یونیورسٹی لیکچرار، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ 0310-4342111

دعائے مغفرت إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی وسطی کے رفیق جناب فاروق احمد کے والد وفات پا گئے

☆ حویلی لکھا کے رفیق میاں محمد اکرم جاوید کے بڑے بھائی وفات پا گئے

☆ بہاولنگر کے نقیب ثاقب وسیم کے بھائی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

تنظیمی اطلاعات

حلقہ پنجاب پوٹھوہار میں مشتاق حسین کا بطور امیر حلقہ تقرر

امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے تین سال مکمل ہونے پر نظر ثانی کے حوالے سے حلقہ کے ذمہ داران کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے نائب ناظم اعلیٰ ومرکزی اسرہ میں مشاورت کے بعد امیر حلقہ کے لیے مشتاق حسین کے تقرر کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ آزاد کشمیر میں طاہر سلیم مغل کا بطور ناظم حلقہ تقرر

ناظم حلقہ آزاد کشمیر کے تین سال مکمل ہونے پر نظر ثانی کے حوالے سے حلقہ کے ذمہ داران کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے نائب ناظم اعلیٰ ومرکزی اسرہ میں مشاورت کے بعد ناظم حلقہ کے لیے طاہر سلیم مغل کے تقرر کا فیصلہ فرمایا۔

پنجاب جنوبی کی مقامی تنظیم ''خانیوال'' میں محمود احمد بھٹی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم خانیوال میں تقرر امیر کے لیے ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 17 مارچ 2016ء میں مشورہ کے بعد محمود احمد بھٹی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

The Brussels Attacks – Another False Flag?

Three explosions killing 34 people. Some 200 people were injured, according to early reports. Two detonations at Brussels Zaventem airport, one of them the police said was from a suicide bomber, the sign of a Muslim Jihadist – naturally. Witnesses also reported shooting and 'yelling in Arabic'. First count dead toll resulted in 14 people killed at the airport. Another explosion in the metro station Maelbeek in the EU district, close to the heart of Brussels murdered 20 people and injured 73.

Another False Flag, a western fabricated terror attack?

Soon the police might find one of those conveniently lost passports or IDs, from Syria, Iraq or Yemen, or another one of those terror-spreading countries the west is trying hard to bring under control? All to justify in Europe more police state, more military clampdown – the educated western people – or western educated people (you figure out the difference) - will not only go for it, they will ask for it. Fear is the name of the game.

In the meantime, the Belgian government has ordered a clamp-down on police and journalists reporting on the case. [No mention in the media of the State sponsors of terrorism including the role of Washington and NATO countries in supporting the Islamic State (ISIS-Daesh).]

The public must be kept in the dark, 'to facilitate the investigation;' lest contradictory reports, as there usually are in false flag operations, may plant doubt in people's minds. That must by all means be prevented.

Surprisingly, Sputnik news reports without questioning that Daesh / IS has already claimed responsibility for the blasts – and that the attack came just 'days after Salah Abdeslam, the [alleged] mastermind behind the November Paris Attacks, was arrested in Belgium'. Could it not be a constructed coincidence?

A make-believe? A further dulling of the public's minds?

- How come, official government statements are taken for truth without further research or investigation, even by the so-called progressive media?
- Did anybody see and analyze the Daesh claim?
- Did anybody look into the guilt of Salah Abdeslam?
- And if he is indeed guilty, who was behind him, who ordered him?

We need independent sources to analyze these horrendous allegations that people without questioning believe. The traditional CIA-FBI and local security forces are not reliable; they work on orders; they have their screenplays mapped out. Of course the Government would not let anybody independent access their 'files', the documentation of the facts and research the crime. The people must request independent access to these data.

France's President Hollande, even using the pretext of last year's two 'terror attacks' in Paris, has so far been unable to gather enough votes in Parliament to enshrine the permanent State of Emergency in the French Constitution.

Is this a benign sign of waking up? After this Brussels attack, it may be a walk in the park, a no-brainer, a given – to push this constitutional amendment through the French legislators; not even 'push', it will likely just 'glide' through. No doubt in Belgium too.

This Brussels horror attack is a double-whammy for the instigators. It may convince people becoming increasingly more doubtful, and –

Brussels being the headquarters of the EU – it may give the ultra-ultra neolibs of the EU Parliament and EU Commission an extra boost. Interesting – how two neoliberal and neo-colonial neighbors, pals in extracting their fortunes in West Africa, can cooperate when it goes to achieving more evil objectives.

People are being killed. There is no mercy. Even 'their own'. The Evil empire delivered already multiple examples. And they keep coming, as we watch in awe. There are no scruples for killing for a specific objective: global dominance over resources, people — and money-money-money. Fear is the name of the game. People blinded and in the midst of fear – under the shock, accept any doctrine – more police protection, 'we give you our civil rights and remaining 'freedom', but please take care of us.' Military regimes will be installed at the demand of the people.

Where and what horror will be next? Germany – Berlin, Munich, Frankfurt – or rather a lesser known place needing attention?

To what are German leaders amenable to please the Masters in Washington? – Or else, Vienna and Geneva may be candidates, the homes of the UN and UN agency headquarters. Geneva, hosting currently the 'Syrian Peace Talks' might be particularly attractive for the 'Jihadists'. It would give Washington and their vassals more arguments to invade Syria, Iraq, Yemen, to fight the very evil people they have created, trained, funded and armed – and to bomb what's left of these countries into oblivion.

This low-horizon high-caliber world elite keeps using the same pattern of aggression and the same lie-propaganda justification for their aggressions – and the people keep falling into the same trap. Will there be no stopping until the monster itself is stopped? Only a people's revolution can do that. We are far from it. Consumerism and oblivion for comfort has made the western world brain-dead, literally.

Does humanity need a bloodbath to wake up – or is there hope that truth will reach the conscience of individuals who then bond in expanding solidarity – in such a way that policemen and women, as well as soldiers will start recognizing that they are used by this elusive group of elitists, the sour cream of the crop of humankind, the chief manipulators of the universe, as mere cannon fodder, or at best, as slaves to defend their obscene wealth and power?

Will they eventually wake up to the fact that they are part of 'Us, the People' – the 99.99% whom they are ordered to crush and crush again, whenever they, the movers and shakers behind the Empire of Chaos feel a looming danger? When that happens large scale across the globe, and in rare and isolated cases it did, hope for change towards a peaceful cohabitation of nations and people may be on the horizon.

***Source:** adapted from an article by Peter Koenig, published on http://www.globalresearch.ca*

Peter Koenig is an economist and geopolitical analyst. He is also a former World Bank staff and worked extensively around the world in the fields of environment and water resources. He works on his themes with the likes of Noam Chomsky and Micel Chossudovsky in order to educated the masses regarding the New World Order. He writes regularly for Global Research, ICH, RT, Sputnik, PressTV, CounterPunch, TeleSur, The Vineyard of The Saker Blog, and other internet sites. He is the author of Implosion – An Economic Thriller about War, Environmental Destruction and Corporate Greed – fiction based on facts and on 30 years of World Bank experience around the globe. He is also a co-author of The World Order and Revolution! – Essays from the Resistance.

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.14
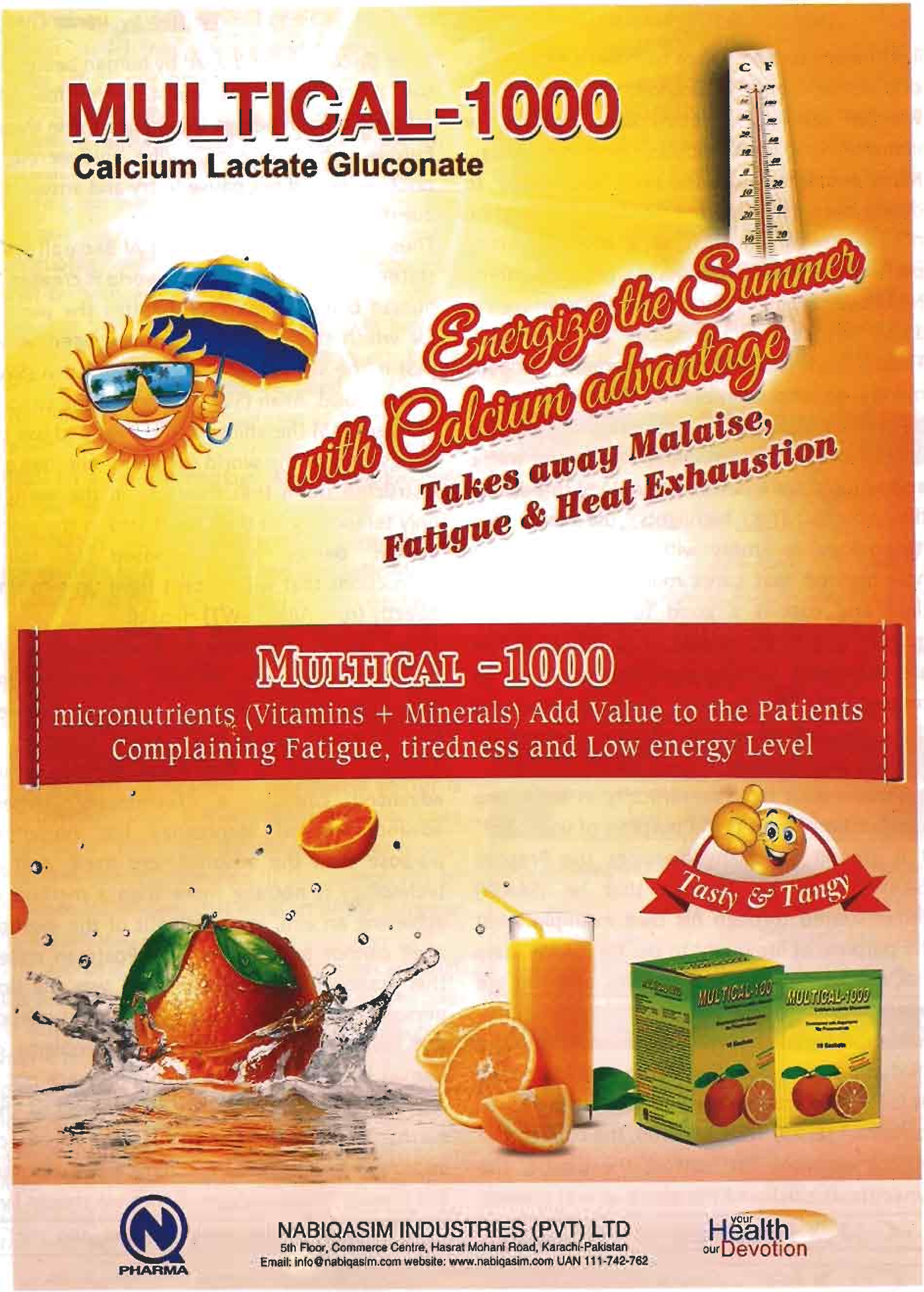
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore